ذوالحجۃ-المحرام ۱۴۳۷ھ ستمبر ۲۰۱۶ء

بانی: فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی قدس سرہ

فہرست

خط و کتابت کیلئے: دفتر ماہنامہ الحقانیہ جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

web-www.alhaqqania.org

E-mail-alhaqqania@yahoo.com

048-6786002/6786899

پبلشر: مفتی سید عبد القدوس ترمذی پرنٹر: جناب محمد منیر صاحب فائٹر پرنٹنگ پریس سرگودھا

کمپوزر: جناب حافظ سید عبد الغفور صاحب ترمذی

نوٹ: رسالہ کے متعلق معلومات کے لیے رابطہ نمبر: 0301-4843429

رسالہ نہ ملنے کی صورت میں رابطہ نمبر: 0301-0331-6769897

کلمۃ الحق فقیہ العصر مفتی سید عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ

تعمیر پاکستان میں مسٹر اور ملا کا کردار

گزارش ہے کہ اس سے قبل ایک مضمون ''تحریک پاکستان اور علماء دیوبند کا کردار'' شائع ہو چکا ہے، اس میں اچھی طرح واضح کر دیا گیا ہے کہ علماء دیوبند نے ''تحریک پاکستان'' میں بڑھ چڑھ کر نہ صرف یہ کہ حصہ ہی لیا بلکہ قائدین مسلم لیگ کے شانہ بشانہ قیادت کا فریضہ انجام دیا ہے، خصوصاً حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ اور ان کے متوسلین اور رفقاء کار علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ، مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ، مفتی محمد شفیع دیوبندی رحمہ اللہ، مولانا سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ اور مولانا اطہر علی رحمہ اللہ، مولانا مفتی محمد حسن رحمہ اللہ، مولانا خیر محمد رحمہ اللہ وغیرہ سینکڑوں اکابر علماء نے اپنی تحریروں، تقریروں اور مشوروں سے اس تحریک کو کامیابی سے ہمکنار کیا ہے اور ''جمعیت علماء اسلام'' کی بنیاد ڈال کر ''مسلم لیگ'' کے مطالبۂ پاکستان کی علانیہ جماعتی طور پر حمایت کی تھی اور اس کی اسلامی رخ پر صرف قلمی راہنمائی ہی پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ ۱۹۴۵ء کے فیصلہ کن الیکشن میں عملی جدوجہد میں بھی حصہ لیا، خصوصاً سلہٹ اور سرحد کے ریفرنڈم کے سخت ترین معرکہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

اور لیاقت علی خان مرحوم کے الیکشن میں یو-پی کی جس سیٹ پر وہ کھڑے ہوئے تھے وہاں سخت مقابلہ تھا، مقابلہ میں ''جمعیت علماء ہند'' کے مشہور ترین کارکن سید احمد کاظمی ایڈووکیٹ تھے جن کی ہر طرح کی پشت پناہی کیلئے کانگریس کی پوری قوت ہمہ جہت تیار تھی اور یو-پی میں صرف ۱۴ فیصد مسلمان آباد تھے، کانگریس کا پورا کنٹرول تھا، ایسے حالات میں ان کا کامیابی حاصل کرنا علماء کرام کا ساتھ دیئے بغیر ناممکن تھا، علماء نے پوری جدوجہد کی، اللہ تعالیٰ نے ان کی مساعی کو بارآور کیا اور ان کو عظیم فتح حاصل ہوئی۔

علماء کرام کی ان مساعی کا اعتراف اس وقت کے مسلم لیگ کے عمائدین اور

قائدین سب کو تھا جیسا کہ ''تحریک پاکستان اور علماء کے کردار'' میں ہم نے ان کے بیانات سے ثابت کیا ہے۔

مسلم لیگ کو اسلامی رخ دینے میں حضرت تھانوی کی مساعی جمیلہ

مسلم لیگ کے مخالفین کی طرف سے اس قسم کا پروپیگنڈا زوروں پر تھا کہ اس جماعت کے قائدین اکثر وبیشتر دین سے بے بہرہ اور بعض تو اسلام کے خلاف کھلم کھلے بیانات دیتے رہتے ہیں، تو ان سے کیا توقع ہے کہ پاکستان کے قیام کے بعد یہ اس میں اسلامی نظام جاری کردیں گے، اسے جماعت علماء کی تائید بھی حاصل نہیں ہے، زیادہ تر برطانیہ کے خطاب یافتہ اور مسٹروں کی قیادت اس کو حاصل ہے اور مسٹروں کا ذہن لارڈ میکالا کے نظام تعلیم سے جو بنا ہے کہ اس کا خلاصہ یہی ہے کہ اس نظام تعلیم کا مقصد یہی تھا کہ اس سے ایسے اشخاص تیار کئے جائیں جو رنگ ونسل کے اعتبار سے ہندوستانی ہوں مگر ذہن وسوچ کے اعتبار سے انگریز ہوں، جس کو علامہ اقبال مرحوم نے بھی اپنے الفاظ میں اس طرح ذکر کیا ہے ۔

اور یہ اہل کلیسا کا نظام تعلیم ایک سازش ہے فقط دین ومروت کے خلاف

ایسے حالات میں مسلم لیگ کو اسلامی رخ نہ دیا جاتا اور مقتدر علماء کرام کی باا ثر جماعت کی حمایت، تائید حاصل نہ ہوتی تو عام طور پر مسلمانوں کا اس کے ساتھ ہونا ناممکنات میں سے معلوم ہورہا تھا۔

اس نزاکت حال کا احساس کرتے ہوئے ''جمعیت علماء اسلام'' کے قیام سے بھی پہلے جھانسی کے الیکشن ۱۹۳۵ء سے ہی حضرت تھانوی رحمہ اللہ وفود اور پیغامات کے ذریعہ قائدین مسلم لیگ کو اسلامی احکام کی طرف متوجہ کررہے تھے اور مختلف میٹنگوں اور اجلاسوں میں اپنے خصوصی نمائندوں کو قائد مسلم لیگ محمد علی جناح کے پاس بھی بھیج رہے تھے اور اس پر زور دیا جارہا تھا کہ مسلمانوں کی سیاست مذہب کے بغیر کامیابی حاصل نہیں کرسکتی۔

چنانچہ مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس پٹنہ ۱۹۳۸ء سے ایک دن پہلے وفد پٹنہ پہنچا،

قائداعظم کی خدمت میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے وفد کے رکن اعظم مولانا ظفر احمد عثمانی نے فرمایا کہ ''مسلمان ایک مذہبی قوم ہے، جب تک سیاست کو مذہب کے ساتھ نہ ملایا جائے کامیابی نہ ہوگی، آپ بھی مسلم لیگ میں مذہب کو شامل کر لیں، یہ تو یورپ کی سیاست ہے کہ سیاست کو مذہب سے علیحدہ رکھا جائے، اسلامی سیاست یہ ہے کہ خلیفۂ اسلام قائد حرب بھی تھا اور نماز کا بھی امام تھا، جب سے سیاست نے مذہب کو چھوڑا ہے مسلمانوں کو تنزل شروع ہوگیا''۔

قائداعظم نے اگلے دن ہی کھلے اجلاس میں اعلان کر دیا کہ ''اسلام عقائد، عبادات، معاملات، اخلاق اور سیاست کا مجموعہ ہے۔قرآن کریم نے سب کو ساتھ ساتھ بیان کیا ہے اس لئے سیاست کے ساتھ مذہب کو بھی لینا چاہیے''۔

قائداعظم کی اس تقریر کو اخبار ''الامان'' میں اس سرخی کے ساتھ شائع کیا تھا ''مولانا حکیم الامت کی روحانیت کی تاثیر اور قائداعظم کی تقریر''۔

اور یہ اجلاس ۲ بجے یہ کہہ کر ملتوی کر دیا گیا کہ سب صاحب نماز پڑھیں، قاضی شہر نے نماز پڑھائی اور قائداعظم سمیت تمام لوگوں نے جن کی تعداد لاکھ سے بھی زیادہ تھی ان کے پیچھے نماز ادا کی (تذکرۃ الظفر ص ۲۶۷) مخالفین کے پروپیگنڈا کا جواب دینے اور عام مسلمانوں کو اعتماد میں لینے اور مطالبۂ پاکستان کی تائید کیلئے علماء کو اپنا مستقل مرکز قائم کرنے کی ضرورت پیش آئی اور ''جمعیت علماء اسلام'' کی بنیاد ۱۹۴۵ء میں رکھی گئی۔اب ہوا کا رخ بدل گیا، جو لوگ ابھی تک مسلم لیگ کی تائید میں مذبذب تھے ان کا تذبذب دور ہو کر وہ مسلم لیگ میں شامل ہوگئے اور مطالبۂ پاکستان کے حامی اور مددگار بن گئے۔

یہ درست ہے کہ اس وقت ''جمعیت علماء ہند'' وغیرہ کے بعض علماء کانگریس کا ساتھ دے رہے تھے، مگر ان ''علماء اشرفیہ'' کی خدمت کو نظر انداز کر دینا اور یہی پروپیگنڈا کرتے رہنا کہ علماء کی سرگرمیاں پاکستان کے سراسر خلاف تھیں بڑی ہی بے خبری یا پھر جان بوجھ کر فریب دہی ہے جو اس حقیقت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی جارہی ہے اور لکھا جارہا ہے کہ ملا کو

اسلامی سلطنت کی ضرورت محسوس نہ ہوئی، اس کا تصور ایک نئے نواز صاحب دل نے پیش کیا اور اس کیلئے قربانیاں کرنے والوں میں ملا کہیں نظر نہ آیا (اقبال اور ملا از خلیفہ عبدالحکیم)

ہم تصور پاکستان کے بارہ میں حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ اور ان کے رفقاء کی خدمات کی پوری تفصیل ''تعمیر پاکستان اور علماء کرام کا کردار'' میں پیش کر چکے ہیں، اس کے دوبارہ عرض کرنے کی اس جگہ ضرورت نہیں ہے۔

مسٹر اور ملا

مگر اس قدر عرض کر دینا ضروری معلوم ہوا کہ آج کل اپنی بے علمی یا کم علمی کی وجہ سے لفظ ''ملا'' سے جس قدر علماء کرام کی تحقیر کی جا رہی ہے یہ برطانیہ کے اسی نظام تعلیم کی پیداوار ہے جس کو علامہ اقبال مرحوم نے اپنے سابقہ شعر میں دین ومروت کے خلاف اہل کلیسا (عیسائیوں) کی سازش قرار دیا ہے۔

اس نظام تعلیم نے، عیسائیوں نے دین اسلام کے خلاف ایک ایسا طبقہ پیدا کیا جو ان کے مقاصد وعزائم کیلئے کام کرنے لگا اور دین اسلام اور اس کے حاملین علماء کرام کے خلاف عوام کے دلوں میں نفرت کے جذبات پیدا کرتا رہا، اور اب بھی تقریباً یہی حال ہے کہ یہ انگریز کی پیداوار اور کالجوں، یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرنے والے اکثر وبیشتر دین اور علماء دین سے متنفر ہیں اور عوام کو طرح طرح سے متنفر کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔

ان کے دلوں کا حسد وتنفر موقع بموقع ظاہر ہوتا رہتا ہے اور علماء کرام کے وقار اور عزت وناموس کو گرانے کیلئے بہانے اور حیلے تلاش کرنا ان کا تعلیمی فرض اور ان کے آقا انگریز کی وفاداری کا حصہ ہے۔ سفید رنگ کے انگریز واپس چلے گئے مگر اپنی جگہ کالے انگریزوں کا ایک ٹولہ وہ تیار کر گئے اور ہماری تعلیم گاہیں اس ٹولے کو تیار کرنے میں بدستور مصروف ہیں اور اپنے آقاؤں کے خوش کرنے کیلئے ہمہ وقت جدوجہد کر رہی ہیں۔

ان کی تقریریں، ان کی تحریریں، مضامین، مقالے ایسے ہی مضامین پر مشتمل ہوتی

ہیں جو علماء کرام کے خلاف ہوں اور ان کے وقار کو گرانے کے مترادف ہوں۔

جس لفظ ''ملا'' کو اس گروہ نے جو اپنے تمام سرکاری وسائل اور سرکاری خزانہ خرچ کرنے اور ملازمتوں اور عہدوں کے لالچ دینے کے باوجود ۱۵ یا ۱۶ فیصد سے زیادہ نہیں بڑھ سکا علماء کرام کی تحقیر کیلئے پسند کیا ہے اور ان کو علماء کیلئے اس کے استعمال کرنے میں بڑا مزہ آتا ہے اور اس کو استعمال کر کے وہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے اپنے آقا انگریز کا حق نمک ادا کر دیا ہے، ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ لفظ بہت معزز اور بڑے علماء کیلئے استعمال کیا جاتا تھا۔

علامہ اقبال کے شہر سیالکوٹ میں مغل بادشاہ، شاہ جہاں کے زمانہ میں بہت بڑے عالم دین مولانا عبدالحکیم ہوئے ہیں ان کا لقب ''ملا عبدالحکیم'' تھا، ان کی عزت واکرام کے طور پر شاہ جہاں نے ان کو دو مرتبہ چاندی یا سونے میں تول کر ان کو نذرانہ پیش کیا تھا، یہ قدر دانی دنیا کے لحاظ سے کافی سمجھی گئی اور واقعی بہت بڑی عزت افزائی ہے، مگر ان کے علم و فضل کے لحاظ سے یہ ان کے ادنیٰ حصہ علم کی حق کی ادائیگی بھی نہیں ہوسکتی۔

اللہ تعالیٰ نے جن علماء کرام کے سینوں کو علوم قرآن وسنت سے معمور و منور کر دیا ہو اور دین اسلام کی اصل حقیقت اور اس کی روح کی لذت سے آشنا کر دیا ہو وہ اس حطام دنیا کے حریص نہیں ہوتے۔ البتہ حسب ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اتتہ الدنیا وھی راغمة دنیا ان کے پاس ذلیل ہو کر آتی ہے، یہ وہ ملا عبدالحکیم ہیں جنہوں نے سب سے پہلے حضرت شیخ احمد سرہندی کے مجدد ہونے کا انکشاف کیا اور حضرت شیخ احمد سرہندی کو اللہ تعالیٰ نے ''فتنہ اکبری'' متحدہ قومیت کے خلاف سیسہ پلائی دیوار بنا کر کھڑا کر دیا اور جہانگیر کے زمانہ میں قلعہ گوالیار میں قید و بند کے مصائب میں مبتلا رہے۔ ان کے بارے میں علامہ اقبال نے کہا ہے کہ ؎

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

یہ شیخ احمد مجدد الف ثانی بھی علوم قرآن وسنت کے حامل ملا ہی تھے، کالج اور یونیورسٹی کے ڈگری یافتہ نہیں تھے، شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی بھی عالم دین اور ملا ہی تھے جن کی دعوت

پر ابدالی شاہ نے ہند میں مرہٹوں کا زور توڑا اور مسلمانوں کو ان کے مظالم سے نجات دلوائی۔

حضرت شاہ محمد اسماعیل سید احمد بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ حضرات بھی سکھوں کے مظالم سے مسلمانوں کو نجات دلانے کیلئے ہر طرح کے مصائب اور تکالیف برداشت کر کے صوبہ یو۔پی کے شہر دہلی سے مجاہدین کا قافلہ لے کر سرحد آئے اور اپنی جانیں راہ خدا میں پیش کر کے شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث، اور حرم نبوی کے استاذ حدیث حضرت مولانا حسین احمد مدنی وغیرہ بھی ''ملا'' ہی تھے جنہوں نے ترکوں اور افغانستان کی حکومتوں سے معاہدہ کر کے ہندوستان سے انگریزوں کے نکالنے کے جرم میں تقریباً چار سال جزیرہ مالٹا (مصر) میں جیل کی تکلیفیں برداشت کیں، یہ سب ''ملا'' ہی تھے، کوئی مسٹر اِن کے ساتھ نہیں تھا، نہ کوئی بے نواز ان میں نظر آیا۔

مولانا محمد علی جوہر کو بھی ان قابل قدر مساعی پر رشک آتا رہا، مسٹروں کو ان علماء کرام کے خلاف پروپیگنڈا کرنا ان کا فطری وظیفہ ہے، کیونکہ ان ملاؤں نے ان کے آقاؤں کو جن کو دعویٰ تھا کہ ہماری حکومت میں سورج نہیں غروب ہوتا، ہندوستان سے نکالنے میں بڑا مؤثر کردار ادا کیا، یہ بچارے زخم خوردہ ملاؤں کے خلاف اپنی بڑھک نہ نکالیں تو اور کیا کریں؟

ہندو مسلم اتحاد اور متحدہ قومیت جس کا علماء کام (ملا) کو طعنہ دیتے ہوئے ان مسٹران عظام کی زبانیں خشک ہو جاتی ہیں، خود ان کا اپنا حال یہ رہا ہے کہ ''مسلم لیگ'' کی بنیاد ڈھاکہ میں نواب سلیم اللہ صاحب نے ۱۹۰۱ء میں رکھی اور عرصہ تک متحدہ قومیت کی بانی جماعت کانگریس کے ساتھ مل کر کام کرتی رہی، ۱۹۳۸ء میں جب موتی لعل نہرو، جواہر لعل نہرو کے والد نے رپورٹ پیش کی جو نہرو رپورٹ کے نام سے مشہور ہے اور کانگریس کے اصل چہرہ سے نقاب اٹھا اور اس کی اصلی شکل ''مسلم دشمنی'' دکھلائی دی تب ان مسٹران کرام کو کچھ ہوش آیا اور محمد علی جوہر جیسے کچھ مسٹران کرام کانگریس سے علیحدہ ہو گئے اور علامہ اقبال مرحوم نے بھی اپنے

خطبۂ صدارت الہ آباد میں عام مسلمانوں کیلئے علیحدہ حکومت کا تذکرہ مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر کیا، ورنہ اس وقت تک مشترک طور پر ہندو مسلم حکومت برطانیہ سے حقوق طلبی میں مصروف تھے اور سب مل کر ایک ہی مرکز قائم کرنے کا مطالبہ تھا، حقوق کی تقسیم میں ہندو مسلم اختلاف تھا، یہاں تک جو سکیم ۱۹۴۲ء برطانیہ کی طرف سے پیش کی گئی تھی اس میں بھی مرکز کے وفاقی ہونے اور دس سال کے بعد ہر صوبہ کو علیحدہ ہونے کے اختیار کا ذکر تھا، یہ سکیم ''کرپس سکیم'' کے نام سے موسوم ہے، کانگریس کے ساتھ مسلم لیگ نے بھی اتفاق نہیں کیا، اس کو نامنظور کر دیا تھا، اس کے بعد ۱۹۴۵ء میں وائسرائے ہند لارڈ ویول نے شملہ میں کانفرنس بلائی، اس کا بھی کچھ نتیجہ برآمد نہیں ہوا اور مختلف جماعتوں میں مفاہمت نہ ہو سکی، اس کے بعد یہ جاننے کیلئے کہ کیا مسلمان پاکستان چاہتے ہیں یا نہیں برصغیر میں عام انتخاب کرائے گئے، جب انتخابات ہوئے تو مسلم لیگ نے حیران کن کامیابی حاصل کی اور ثابت ہو گیا کہ مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے اور ملت اسلامیہ پاکستان کے حق میں ہے۔

اگر ''کرپس سکیم'' پر عمل ہو جاتا تو ۱۹۴۰ء کی قرارداد لاہور اور مطالبۂ پاکستان کیلئے تمام جدوجہد بے کار اور بے مقصد ہو جاتی۔

پھر جب کانگریس کے مطالبہ پر وائسرائے ہند لارڈ ویول نے مسلم لیگ کو نظر انداز کر کے عبوری حکومت تشکیل کرنے کی دعوت دی جسے کانگریس نے قبول کر لیا، ۲۴ ؍اگست ۱۹۴۶ء کانگریس اراکین کے ناموں کا اعلان کر دیا، پنڈت نہرو کو وزیر اعظم مقرر کر دیا اور ۲ ستمبر کو کانگریس نے عبوری حکومت کی باگ ڈور سنبھال لی، یہ دن تاریخ سیاست کا تاریک دن تھا، تو ہماری لیگ بھی اکتوبر کے اوائل میں لارڈ ویول سے دوبارہ بات چیت کر کے عبوری حکومت کی تشکیل نو کے بعد اس میں شامل ہو گئی۔ یہ عمل کسی خاص وجہ سے ہی ہوا ہوگا مگر کیا یہ مطالبۂ پاکستان کے موافق تھا؟ اور کیا یہ کسی ''ملا'' نے کیا تھا یا ''مسٹران کرام'' نے کیا تھا؟ غور طلب بات ہے۔

ایک ''ملا'' مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے کابینہ مشن کے نام کی ایک تار دہلی بھیجا

کہ ''مسلم لیگ''، مسلم ہند کی واحد نمائندہ سیاسی تنظیم ہے،کل ہند جمعیت علماء اسلام متحدہ طور پر مسلم لیگ کی پشت پر ہے۔

پاکستان مسلمانوں کا قومی، ملی مطالبہ ہے،اس مطالبہ کے انکار کا تصور کسی صورت نہیں کیا جاسکتا،مسلمان اس سوال پر کمی بیشی کر کے کوئی مصالحت کرنے کیلئے تیار نہیں، مسلمان اس مطالبہ ملی کے حصول کیلئے ہر قربانی کیلئے تیار ہیں (تذکرۃ الظفر ص۳۸۳)

مولانا نے ایک بیان میں فرمایا کہ ''مسلم لیگ اگر بحیثیت جماعت پیچھے ہی رہ جائے تو اب ہندوستان کے ہزاروں علماء جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم پر جمع ہو چکے ہیں، پاکستان کے حصول میں اگر ہماری جانیں بھی کام آ جائیں تو ہم اس سے دریغ نہیں کریں گے'' (تذکرہ)

اب رہا پاکستان بننے کے بعد،تو پہلی اسمبلی ہی میں قائداعظم نے دوقومی نظریہ کے بظاہر خلاف اور متحدہ قومیت کے حق میں اعلان کر دیا تھا کہ اب سب پاکستانی ہیں نہ کوئی مسلمان مسلمان ہے، نہ کوئی ہندو ہندو ہے،اور تمام وعدے نظام اسلام کے پس پشت ڈال دیئے اور کانگریس کی متحدہ قومیت کی تائید کر دی۔

گو اس تقریر کی بہت کچھ تاویلیں کی گئی ہیں اور کی جارہی ہیں،ان کی دوسری تقریروں کی روشنی میں اس کے اور کئی معنی بنائے جارہے ہیں،مگر اس کا ظاہری تاثر یہی تھا کہ یہ تقریر پاکستان کے بنیادی دوقومی نظریہ کے خلاف اور مسلم لیگ کے مطالبۂ پاکستان کے منافی تقریر تھی اور صریح طور پر یہ تقریر کانگریس کے متحدہ قومیت کے نظریہ کی تائید کا موقع فراہم کر رہی تھی، نیز پاکستان کے مسلم حکومت ہونے اور اس میں نظام اسلام کے جاری کرنے کے سابقہ وعدوں سے انحراف کے مترادف تھی۔اگرچہ بعد میں بعض تقریروں میں صراحتاً قرآن کریم پر عمل کرنے کی تاکید بھی کی گئی ہے،اس طرح مسئلۂ نظام اسلام کو الجھا دیا گیا اور اپنی زندگی میں اس کیلئے کوئی عملی اقدام بھی نہیں کیا گیا۔

لیاقت علی خان باوجود وزیر اعظم ہونے اور علماء کرام کی کوششوں سے اسمبلی کے ممبر بننے اور علماء کے ممنون ہونے کے نظام اسلام کے اجراء کے بارہ میں لیت ولعل کررہے تھے۔

علامہ شبیر احمد عثمانی اوران کے رفقاء دوسرے علماء کرام کو عوام میں جو بے پناہ مقبولیت اور مرکزیت حاصل تھی انہیں اپنے الیکشن میں اس کا بخوبی اندازہ ہو چکا تھا۔ لیاقت علی خان نے اندازہ لگالیا تھا کہ اگر علامہ شبیر احمد عثمانی اوران کے رفقاء مخالف ہوگئے تو اپنے رفقاء کار کے ساتھ مل کر ملک میں ایک طوفان کھڑا کردیں گے جسے کوئی روکنے والا نہ ہوگا۔

چنانچہ علامہ نے اسمبلی کو چیلنج کردیا تھا کہ آپ کھل کر انکار کردیں کہ ہم اسلامی دستور نہیں بنانا چاہتے، میں اسمبلی سے استعفاء دوں اور مسلمانوں کو بتلاؤں گا کہ تمہیں دھوکا دیا گیا ہے (تذکرہ مولانا محمد ادریس)

یہ صورت حال دیکھ کر لیاقت علی خان نے علامہ عثمانی رحمہ اللہ سے قرارداد مقاصد کا مسودہ تیار کرنے کی درخواست کی، ان کی درخواست پر قرارداد مقاصد کا مسودہ تیار کیا جو مختصر ہونے کے باوجود نہایت جامع ہے۔

بحث وتمحیص کے بعد ۱۲ مارچ ۱۹۴۹ء کو دستور ساز اسمبلی نے معمولی ترمیمات کے ساتھ پاس کردیا، علامہ عثمانی نے اس پر اس کی تائید میں ''روشنی کا مینار'' کے نام سے اسمبلی میں تقریر کی جو شائع شدہ ہے۔

یہ علامہ (ملا) کا ایسا کارنامہ تھا جو تاریخ پاکستان میں سنہری حروف سے لکھا جانے کے قابل ہے، اگرچہ ایک مسٹر کے ذریعہ اوراس کے ہاتھوں اس کا ظہور ہوا۔

''ملا'' کے اس کارنامہ کو پہلے آئین پاکستان کے دیباچہ میں بطور رہنما اصول کے لکھا جاتا رہا، پھر ایک ''ملا نواز'' صدر ضیاء الحق مرحوم نے اسے آئین پاکستان کا حصہ قرار دے دیا اور آٹھویں ترمیم کی صورت میں کئی اسلامی قوانین کو تحفظ دے دیا۔

اس ''ملا نواز'' کی اس ترمیم کی بدولت ہی مسٹروں کو نام نہاد جمہوریت کا اعزاز ملا

اور کرسی صدارت پر براجمان ہو کر ایک ''مسٹر'' غلام اسحاق مرحوم نے دو مرتبہ قومی اسمبلی کو ذبح کیا اور اقتدار اعلیٰ کی کرسی کا شکار کیا اور عوامی مینڈیٹ کی پرواہ کئے بغیر اور سپریم کورٹ کے فیصلہ قومی اسمبلی کے اعتماد پر لمن الملك اليوم آج ملک کس کا ہے؟ کا کوس بجاتے رہے اور اقتدار اعلیٰ کے مزے لوٹتے رہے۔

(مرحوم کے یہ معنی نہیں کہ وہ وفات پا گئے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو تا دیر سلامت رکھے اور جس طرح انہوں نے ۱۹۹۳ء کے الیکشن کے بعد اپنی بحالی صدارت کیلئے کوشش کی ہے اور اس سے عوامی نظروں میں ان کا مقام بلند ہوا ہے پھر بھی وہ اسی طرح کا اعزاز حاصل کرتے رہیں اور اس آخری عمر میں بجائے اللہ اللہ کرنے کے وہ اس وادی سیاست کی سیر و سیاحت میں آخری سانس تک کوشاں رہیں۔ لوگوں نے ''مرحوم'' کے لفظ کو معنی سمجھے بغیر خواہ مخواہ وفات یافتہ کے ساتھ خاص کر دیا ہے، یہ رحمت کی دعا ہے، ایسے لوگ اس اعزاز رحمت کی دعا کے اپنے کارناموں کی وجہ سے اپنی زندگی ہی میں مستحق ہوتے ہیں)

اب بھی اسی ''ملانواز'' کی ترمیم کی بدولت صدر صاحب کو قومی اسمبلی کے برخاست کرنے کا اختیار ہے، یہ ان کی اپنی صوابدید ہے کہ وہ اس کو کیسے اور کب استعمال کرتے ہیں، یہ تلوار ان کے دست قدرت میں ایک ''ملانواز'' نے دلوادی ہے۔

تلوار غازی اور نیک کردار کے ہاتھ میں بہترین نتائج پیدا کرتی ہے اور ڈاکو کے ہاتھ میں کیسے نتائج پیدا کرے گی وہ اہل دانش پر ظاہر ہے۔

مگر اتنا فائدہ اس اختیار کا ضرور ہوا کہ آئے دن کے ''مارشل لاء'' سے نجات کا راستہ اس نے دکھلا دیا، یہ بہت بڑا کارنامہ ''ملا'' کا نہیں صرف ''ملانواز'' کا ہے، مگر پھر بھی بچارہ ''ملا'' قابل نفرت اور طعن و تشنیع کے ہی لائق ہے، ہزار عیب اس میں نکالے جائیں تو صحیح اور قابل قبول ہیں تحقیق کی ضرورت نہیں۔ اس کے اندر واقعی خوبی کی اگر کوئی بات ہو بھی تو اس کا ذکر تک نہ کرنا بھی مسٹران کرام کے فرائض میں داخل ہے، کیونکہ یہ ملا سے

نفرت ان کے نظام تعلیم کا خاصہ اور اس کے خمیر میں داخل ہے اور ان کے آقاؤں انگریز کی سازش ہے جیسا کہ علامہ اقبال کے حوالہ سے گزر چکا ہے۔

اپنی طرف بھی ایک نظر براہ کرم

تحریک پاکستان میں کیا تمام علیگ اور مسٹران کرام شامل تھے؟

لیاقت علی خان مرحوم کے مقابلہ میں سید احمد کاظمی ایڈووکیٹ کیا مسٹر نہیں تھے؟ اور وہ کانگریس کی حلیف جمعیت علماء ہند کے ٹکٹ پر لیاقت علی مرحوم کا مقابلہ نہیں کر رہے تھے؟

یہ ایک مثال ہے، اسی طرح دوسرے مسلم لیگی امیدواروں کے مقابلہ میں کیا ''ملا'' امیدوار تھے یا مسٹران کرام؟ پھر کیا اس کی بنیاد پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ تمام علیگ اور مسٹران کرام پاکستان اور مسلم لیگ کے مخالف تھے؟ تو پھر تمام علماء کرام کو کیوں تحریک پاکستان اور مسلم لیگ کا مخالف گردانا جاتا ہے، جبکہ اس وقت ''دیوبندی عالم'' نے مسلم لیگ کے امیدوار کے مقابلہ میں الیکشن نہیں لڑا، مسلم لیگ کے مقابلہ میں مسٹر ہی امیدوار کھڑے نظر آئے ہیں، یہ اور بات ہے کہ بعض علماء کو نظریاتی اختلاف تھا۔ اس سے بڑھ کر اکابر جمعیت علماء ہند نے ۱۹۳۷ء کے الیکشن میں مسلم لیگ کے ساتھ معاہدہ کیا اور اس کے پارلیمٹری بورڈ میں شامل بھی رہے اور اس کے امیدواروں کی حمایت اور تائید بھی کی۔

تقریباً پورے دو مہینہ کی رخصت بوضع تنخواہ دارالعلوم دیوبند سے لے کر خود حضرت مدنی رحمہ اللہ نے اتنی جدوجہد کی کہ تیس سے زائد ممبر مسلم لیگ کے کامیاب ہوگئے اور چوہدری خلیق الزمان نے حضرت مدنی رحمہ اللہ کو خط لکھا کہ تیس برس کی مردہ لیگ کو آپ نے زندہ کر دیا (مکتوبات شیخ الاسلام ص۱۳۶ ج۲)

مگر الیکشن کے بعد ٹوڈیان کرام اور مسٹران باوقار نے تمام معاہدوں کے خلاف کیا اور جب وعدوں کی خلاف ورزی کی شکایت کی گئی تو نشتر صاحب نے کہہ دیا کہ وہ پولیٹیکل وعدے تھے، اس لئے بمجبوری جمعیت علماء ہند کو مسلم لیگ سے پھر علیحدگی اختیار کرنی پڑی

اور وہ رجعت قہقری کر کے کانگریس کے ساتھ جاملی، یہ خلاف معاہدہ نہ کرتے تو جمعیت علماء ہند ۱۹۴۵ء کے الیکشن میں بھی اکٹھی ہی رہتی اور مسلم لیگ کی تائید کرتی۔ یہ ہمارے مسٹران کرام کی کارکردگی اور پابندی معاہدات نہ کرنے کا نتیجہ تھا۔

کسی معاہدہ کی پابندی نہ کرنا یہ تو ان کا شعار ہی ہے اور اس پر عمل کرنا ان کے مذہب و تعلم کے خلاف ہے، ان کا مذہب ہی یہ تھا کہ وقت گزارو چاہے دھوکہ دینا پڑے، خلاف وعدگی کوئی عیب نہیں اور معاہدات کی کوئی حیثیت ہی ان کے یہاں نہیں ہے۔ شاہان مغلیہ سے اسی طرح معاہدات کر کے اور پھر ان کی خلاف ورزی کر کے تمام ہندوستان پر قبضہ جمالینا تاریخ کا بڑا دل خراش باب ہے۔ یونینسٹ پارٹی کا بانی کیا کوئی ''ملا'' تھا، یہ پارٹی انگریز کی وفاداری میں بنائی گئی تھی اور ''ملا'' نے اگرچہ مسلم لیگ کے معاہدہ کے خلاف کرنے کی وجہ سے اس سے علیحدگی اختیار کر لی مگر انگریزوں کے خلاف ہی رہے، انگریز کے کیمپ میں شامل ہونے کی سعادت سے وہ محروم ہی رہے، یہ مسٹر کو ہی نصیب ہوئی۔

گیلسی حکومت برطانیہ کی طرف سے اس وقت پنجاب کا گورنر تھا اور خضر حیات وزیراعظم، کیا یہ خضر حیات کوئی ''ملا'' تھا یا مسٹر؟ اس نے یہ حکم جاری کیا تھا کہ مذہب اور خدا کا نام لے کر کوئی شخص الیکشن کے میدان میں نہ آئے، جبکہ مسلم لیگ کے علماء (ملا) اور لیڈر سب ہی مذہب کے نام پر ہی پاکستان کا نعرہ بلند کر رہے تھے اور مسلم لیگ کا نعرہ ''پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الاّ اللّٰہ'' ہی تھا۔

اس کے جواب میں ایک ''ملا'' علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے اپنے خطبۂ صدارت لاہور میں فرمایا تھا (جو چھپا ہوا ہے آج بھی دیکھا جاسکتا ہے)

''آج ہمارا مشترکہ جذبہ اسلامیت اور اعلیٰ قومی مفاد کا تصور ایسے حقیر نزاعات کو ایسے نازک موقع پر ختم نہیں کر سکتا، ضرور کر سکتا ہے مگر وہ ختم کرنا اسی خداوند قدوس کے نام پر ہوگا جس کا واسطہ دینا الیکشن کے زمانہ میں جرم قرار دے دیا گیا ہے''۔ اکبر مرحوم نے شاید

اسی دن کیلئے کہا تھا۔

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانہ میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانہ میں

اب فرمایئے کہ اگر گیلسی ہمارا خضر بن جائے اور خضر راہ ہی راستے سے ہٹانے لگے تو صحیح رہنمائی کی توقع کس سے کی جا سکتی ہے (خطبہ لاہور ص ٦٦، ٧٧)

دیکھا آپ نے مسٹر اور ملا کے بیانات میں کتنا فرق تھا اور ملا کس قدر بھرپور انداز میں مسلم لیگ کی مؤثر تائید میں تھا اور مسٹر مخالفت کے انتہائی درجہ پر کھڑا تھا اور حکومت کے نشہ میں سرشار اور مست ہو کر ہر طرح سے حاکمانہ انداز میں مسلم لیگ کی مخالفت کر رہا تھا

ع ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

مسٹر پر بھی بچارہ ''ملا'' ہی مطعون اور قابل گردن زدنی ہے، یہ ہمارے مسٹروں کی انصاف پسندی کی مثال ہے۔ سرحد میں سرخ پوشوں اور پنجاب میں خاکساروں کے لیڈر ''ملا'' تھے یا مسٹر کرام؟ اور کس حد تک مسلم لیگ کا ساتھ دے رہے تھے؟

پاکستان بننے کے بعد مخالف علماء نے بھی تائید کی

جب پاکستان بن گیا تو بڑے بڑے ''ملا'' مولانا حسین احمد مدنی، سید عطاء اللہ شاہ بخاری علانیہ پاکستان کی حفاظت کرتے نظر آئے ہیں اور علانیہ اس کی حفاظت کا درس دیتے رہے۔

حضرت مولانا مدنی رحمہ اللہ کا ارشاد گرامی

مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے اپنے ایک مکتوب گرامی میں حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کو لکھا ''پاکستان ایک اسلامی ریاست کی حیثیت سے معرض وجود میں آ گیا ہے، اب یہ مسجد کے درجہ میں ہے اس کی حفاظت کرنا ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے''۔

مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری مجلس احرار کے ممتاز رہنماؤں میں سے

تھے، لاہور کے عظیم الشان جلسہ عام میں اعلان کیا کہ پاکستان ایک اسلامی مملکت کی حیثیت سے معرض وجود میں آ گیا ہے اب اس کی حفاظت ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے، آئندہ کیلئے میں نے سیاسات سے کنارہ کشی کر لی ہے، جو حضرات صرف تبلیغ دین اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے کام کرنا چاہتے ہیں وہ میرے ساتھ آ جائیں اور جو سیاسات میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ مسلم لیگ میں شامل ہو کر ملک کی خدمت کریں (کردار قائداعظم ص ۴۹۹ و ۵۰۰ منشی عبدالرحمٰن)

لمحہ فکریہ

جو لوگ پاکستان میں مکمل طور پر اسلامی نظام جاری نہ ہونے کی وجہ سے پاکستان کو اسلامی مملکت قرار نہیں دیتے بلکہ صرف ''مسلمان کی مملکت'' قرار دیتے ہیں ان کیلئے ان دونوں اکابر کے ارشادات میں غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے کہ یہ دونوں حضرات پاکستان کے وجود کو ''اسلامی مملکت'' کی حیثیت عطا فرما رہے ہیں، پھر اب ان حضرات سے بھی اختلاف کرنا کیا مناسب ہوگا۔

اور ظاہر ہے کہ جس وقت یہ ارشادات فرمائے جا رہے تھے اس وقت تو پاکستان کا قبلہ بھی درست نہیں ہوا تھا اور قرارداد مقاصد بھی اس وقت تک قومی اسمبلی میں پاس نہیں ہوئی تھی بلکہ پہلی قومی اسمبلی میں قائداعظم کی وہ متنازع فیہ تقریر بھی ہو چکی تھی جس سے پاکستان کا اسلامی مملکت ہونا اور بھی مشتبہ ہو گیا تھا، مگر ان حضرات نے پھر بھی پاکستان کو ایک اسلامی ریاست اور اسلامی مملکت قرار دیا۔

یہ ارشادات اسی بنیاد پر صحیح ہو سکتے ہیں جبکہ یہ صحیح اصول تسلیم کر لیا جائے کہ کسی مملکت کے اسلامی قرار دینے کیلئے صرف مسلمانوں کا اقتدار اور اسلامی نظام کے اجراء کا اختیار ہونا بھی کافی ہے بالفعل اجرائے احکام شرط نہیں ہے جیسا کہ ہم نے ''تحریک پاکستان کی شرعی حیثیت'' میں تفصیل سے لکھا ہے۔

ہم ان دونوں ارشادات کو اپنی معروضات کی تائید میں پیش کر رہے ہیں، ان سے

ہماری معروضات کی تائید واضح طور پر حاصل ہورہی ہے۔ یہ آپ نے بڑے بڑے ''ملاؤں'' کے اقوال سنے، اب ذرا ایک نظر مسٹران کرام کے کردار کی طرف بھی کریں۔

مسٹران کا کردار

پاکستان بننے کے بعد نظام اسلام کے سلسلہ میں کئے گئے وعدوں کے ایفاء میں حسب عادت بہت دجل شروع کردیا اور زیر زمین خوب چالیں چلائی گئیں اور بڑے بڑے حیلے بنائے گئے اور آپس کے فرقہ وارانہ اختلافات کو ہوّا بنا کر پیش کیا گیا تا کہ اسلامی نظام سے چھٹکارا حاصل ہو سکے، مگر علامہ شبیر احمد عثمانی اور دوسرے علماء کرام کے سامنے ان حیلوں، بہانوں کی نہیں چلی اور قرارداد مقاصد منظور کرنی پڑی، نیز علامہ کی تجویز کے موافق ایک بورڈ علامہ سید سلیمان ندوی کی صدارت میں مقرر کیا گیا، اس کا نام تعلیمات اسلامی بورڈ رکھا گیا، لیکن تعلیمات اسلامی کی سفارشات ارباب اقتدار کی طبع نازک پر گراں گزریں۔ لیاقت علی خان مرحوم نے لاء کمیشن مقرر کیا جسٹس رشید، جسٹس میمن اور سید سلمان رکن منتخب ہوئے، ماہر فقہ اسلامی کی حیثیت سے مفتی محمد شفیع دیوبندی رحمہ اللہ کو بھی رکن اسلامی وشوری بنایا۔ علامہ شبیر احمد عثمانی نے اسلامی دستور کا خاکہ مفتی محمد شفیع دیوبندی، مولانا مناظر احسن گیلانی، ڈاکٹر حمید اللہ صاحب حیدر آبادی سے مرتب کرا کے حکومت کو پیش کر دیا۔

پھر ۱۹۵۱ء میں مولانا احتشام الحق تھانوی کی کوششوں سے ہر مکتب فکر کے ۳۱ نمائندہ علماء کرام نے ۲۲ نکات مملکت کیلئے بطور مسلمہ اصول اساسی متفقہ طور پر طے کر کے دے دیئے اور یہ عذر لنگ بھی ختم کر دیا کہ مختلف فرقوں کے اختلاف کی وجہ سے کس فرقہ کے موافق مملکت کا نظم بنایا جائے۔

علماء کی طرف سے ۱۹۵۱ء میں ہی یہ اصول حکومت کو دے دیئے گئے تھے اور فرقہ وارانہ اختلاف کے عذر لنگ کا بھی کوئی موقع نہیں رہا تھا، مگر پھر بھی ۱۹۵۶ء تک آئین پاکستان نہیں بنایا جا سکا، اس تاخیر میں کس ملا کا دخل تھا۔ یہ نو سال کیا مسٹران کرام نے اپنی

اقتدار کی جنگ میں ضائع نہیں کیے؟

اس عرصہ میں کتنی وزارتیں بدلتی رہیں، ان میں کسی ''ملا'' کو وزیر اعظم بنایا گیا، پھر چوہدری محمد علی مرحوم کے دیئے ہوئے ۱۹۵۶ء آئین کے تحت الیکشن ہونے میں رکاوٹیں کس نے ڈالیں ملا نے یا مسٹران کرام نے اور گورنر غلام محمد ملا تھے یا مسٹر؟ جنہوں نے اسمبلی کو توڑا اور مولوی تمیزالدین مرحوم نے اس کے خلاف رٹ دائر کی تو کرسی عدالت پر سے کس ''ملا'' نے توڑنے کے حق میں فیصلہ کیا تھا اور اسمبلی کو ذبح کیا تھا۔ پھر صدر ایوب سکندر مرزا کے ذریعہ ۱۹۵۸ء میں مارشل لاء لگا، یہ کس ملاء نے لگایا تھا، کیا یہ سب کچھ مسلم لیگ اور ملک کے مفاد میں تھا؟ اور کیا یہ مسٹران کرام کے ہی کارنامے نہیں تھے؟

صدر ایوب کی بنائی ہوئی کنونشن لیگ کی کوکھ سے مسٹر بھٹو کے ذریعہ پیپلز پارٹی نے ۱۹۶۸ء میں جو پہلے کنونشن لیگ کا جنرل سیکرٹری رہا تھا۔

مسٹر لیاقت علی خان شہید مرحوم اور سہروردی شہید میں سے آخر کون سے صاحب ''ملا'' تھے، یہ تو دونوں ہی ''مسٹر'' تھے، پھر چپقلش سے کس قدر پاکستان کو تقویت پہنچی ہوگی یہ مسٹران کرام ہی بتلا سکتے ہیں کہ ہم ''ملاؤں'' کا دماغ ایسی باریک حکمتوں اور محلاتی سازشوں تک نہیں پہنچ سکتا۔

اسی طرح پنجاب میں میاں محمد ممتاز خان دولتانہ اور نواب افتخار حسین ممدوٹ کا اختلاف کیا کسی ''ملا'' کا اختلاف تھا؟ اور کیا فرقہ وارانہ اختلافات تھے، ان میں سے کون سا شیعہ تھا؟ یا دیوبندی بریلوی تھا؟

یہ پاکستان کے پہلے وزیر اعظم سے مرکزی اسمبلی میں رکن اسمبلی سردار شوکت حیات کی جھڑپیں ہی نہیں ہوتی تھیں بلکہ سردار صاحب نے ''مسلم لیگ'' سے علیحدہ ہو کر میاں افتخارالدین کے ساتھ مل کر ''آزاد پاکستان پارٹی'' بھی قائم کر لی تھی اور پنجاب کے وزیر اعلیٰ نواب افتخار حسین ممدوٹ سے بھی علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ ان میں سے معلوم نہیں

کون صاحب ''ملا'' اور کون صاحب ''مسٹر'' تھے؟ اور ان کے اختلافات کی بنیاد کون سا فرقہ وارانہ اختلاف تھا؟

سابقہ مشرقی پاکستان میں تلہ کیس اور چھ نکاتی فارمولا کا بانی شیخ مجیب الرحمٰن ''ملا'' تھا یا مسٹر تھا، پھر ۱۹۷۰ء کے الیکشن کے نتائج کو قبول نہ کرنا اور اِدھر ہم اُدھر تم کا نعرہ لگانے والا کتنا بڑا ''ملا'' تھا؟ اور یحییٰ خان تو شاید بہت ہی بڑا ''ملا'' ہوگا جس کی سازش اور بھٹو کی ملی بھگت سے ملک دولخت ہوگیا اور قائداعظم کے پاکستان کے دو ٹکڑے کر کے ایک بڑے حصہ کو پاکستان سے کاٹ دیا گیا۔

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

ناظرین کرام نے ہماری مختصر مگر مبنی بر حقیقت معروضات سے ذہن نشین کر لیا ہوگا اور چیدہ چیدہ واقعات ان کے سامنے آ گئے ہوں گے اور یہ واضح ہوگیا ہوگا کہ تحریک پاکستان اور بعد میں تعمیر پاکستان کے سلسلہ میں مسٹر اور ملا کا کردار کیا رہا ہے؟

خلاصہ

خلاصہ یہ ہے کہ مسٹروں وملا (علماء) دونوں ہی نے تحریک پاکستان میں حصہ لیا تھا اور دونوں ہی نے اس سے اختلاف بھی کیا تھا، مگر پاکستان بننے کے بعد اس کی سلامتی اور تحفظ کی ان علماء کرام نے بھی ہدایت کی تھی جن کو اس تحریک سے اختلاف رہا تھا، سیاسی طور پر بھی علماء کرام نے پاکستان کی تعمیر میں خدمات انجام دیں اور مذہبی طور پر بھی اسلامی قانون سازی میں نہایت درجہ محنت و مشقت برداشت کی اور آئین کی تدوین میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

مگر افسوس ہے حضرات علماء کرام کی ایسی مخلصانہ خدمات کو قبول تو کیا کرنا تھا ان مسٹران کرام نے جو اس وقت اقتدار کی اس کرسی پر براجمان تھے جس کے حاصل ہونے میں باعتراف قائداعظم اور قائد ملت لیاقت علی خان بہت بڑا حصہ ان ''ملاؤں'' کا بھی تھا، توجہ بھی نہیں کی۔

یہ پاکستان علماء کرام (ملاؤں) اور مسٹران باوقار کی مشترکہ کوششوں کا نتیجہ اور پوری قوم مسلم کی مساعی کا ثمرہ ہے، اس کو صرف مسٹران کرام کی جدوجہد کا ثمرہ سمجھنا تاریخ سے ناواقفیت یا غلط واقفیت کا نتیجہ ہے۔

البتہ اس کی تخریب اور اس کے دولخت کرنے میں لیڈران عظام ہی کی انانیت اور ہوس اقتدار کا پورا پورا دخل ہے، اس میں کوئی ''ملا'' شامل معلوم نہیں ہوتا۔

فرقہ وارانہ اختلافات کو ہوّا بنا کر پیش کیا جاتا ہے مگر کسی فرقہ کی بنیاد پر پاکستان کی تقسیم نہیں ہوئی، اب بھی صوبائی تعصبات کی ہوا بلکہ آندھی چل رہی ہے، اس میں کسی فرقہ وارانہ اختلاف کا کیا دخل ہے؟

کیا کسی فرقہ نے کسی حصہ کی علیحدگی کا مطالبہ کیا ہے، کیا سرحد میں پختونستان اور سندھ میں جے سندھ کا نعرہ کسی ''ملا'' نے لگایا ہے، کیا عبدالغفار خان یا جی ایم سید کسی دینی درسگاہ کے سند یافتہ تھے؟ اور بلوچستان اور پنجاب میں بلوچی صوبہ کا مطالبہ کون کر رہا ہے۔ فرقہ وارانہ اختلاف سے ملک میں اس وقت نقصان پہنچتا ہے جب اس کو سیاسی لوگ استعمال کرتے ہیں اور اپنے مقاصد کیلئے آلہ بناتے ہیں، ورنہ اگر ہر فرقہ اپنی اپنی حدود میں رہے اور ایک دوسرے کی حد میں مداخلت نہ کرے اور حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے اصول پر عمل کریں کہ '' اپنی بات کو چھوڑو نہیں دوسروں کو چھیڑو نہیں'' تو پھر جنگ، جدال کی نوبت ہی نہیں آسکتی اور فرقہ وارانہ اختلاف سے نقصان نہیں پہنچ سکتا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان حقیقتوں کے سمجھنے اور صحیح اصولوں پر عمل اور تلافی مافات کی توفیق عطا فرمائیں، پاکستان کے استحکام اور اس کے نظریات کی حفاظت کرنے کی توفیق بھی عنایت فرمائیں، امین بحرمة سید المرسلین صلّی اللّٰہ علیه وعلٰی اله واصحابه اجمعین۔

اندکے با تو گفتم غم دل ترسیدم کہ تو آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

حضرت مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ

درس حدیث

ایمان والوں کے لیے قیامت کا دن کیسا ہلکا اور مختصر ہوگا

عن ابی سعیدالخدری انہ اتیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اخبرنی من یقوی علی القیام یوم القیامۃ الذی قال اللہ عزوجل یوم یقوم الناس لرب العٰلمین فقال یخفف علی المؤمن حتیٰ یکون علیہ کالصلوٰۃ المکتوبۃ۔(رواہ البیھقی)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ: مجھے بتائیے کہ قیامت کے دن جس کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ اس دن لوگ کھڑے ہوں گے رب العالمین کے حضور میں تو اس دن کس کو کھڑے رہنے کی طاقت اور قدرت ہوگی (اور کون اس پورے دن کھڑا رہ سکے گا، جس کے متعلق قرآن وحدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

سچے ایمان والوں کے حق میں یہ کھڑا ہونا بہت ہلکا اور خفیف کر دیا جائے گا، یہاں تک کہ ان کے لیے بس ایک فرض نماز کی طرح ہو جائے گا۔

تشریح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں ابوسعید خدری کو جو جواب دیا اس کا اشارہ قرآن مجید میں بھی موجود ہے، سورۂ مدثر میں فرمایا گیا ہے:

فاذانقر فی الناقور فذٰلك یومئذیوم عسیر علی الکٰفرین غیر یسیر۔

تو جب صور پھونک دیا جائے گا تو وہ دن بڑا سخت ہوگا، ایمان نہ لانے والوں کے

لیے آسان نہ ہوگا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سخت اور بھاری دن ایمان والوں کے حق میں سخت اور بھاری نہ ہوگا بلکہ آسان اور ہلکا کر دیا جائے گا۔

راتوں کو اللہ کے لیے جاگنے والوں کا جنت میں بے حساب داخلہ

عن اسماء بنت یزیدعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یحشر الناس فی صعیدواحدیوم القیامۃفینادی منادفیقول این الذین کانت تتجافیٰ جنوبھم عن المضاجع فیقومون وھم قلیل فیدخلون الجنۃ بغیر حساب ثم یؤمر سائرالناس الی الحساب۔

اسماء بنت یزید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

قیامت کے دن سب لوگ (زندہ کئے جانے کے بعد) ایک وسیع اور ہموار میدان میں جمع کئے جائیں گے (یعنی سب میدان حشر میں جمع ہو جائیں گے) پھر اللہ کا منادی پکارے گا، کہ کہاں ہیں وہ بندے جن کے پہلو راتوں کو بستروں سے الگ رہتے تھے (یعنی اپنے بستر چھوڑ کر جو راتوں کو تہجد پڑھتے تھے) پس وہ اس پکار پر کھڑے ہو جائیں گے، اوران کی تعداد زیادہ نہ ہوگی، پھر وہ اللہ کے حکم سے بغیر حساب کتاب کے جنت میں چلے جائیں گے، اس کے بعد باقی تمام لوگوں کے لیے حکم ہوگا کہ وہ حساب کے لیے حاضر ہوں۔ (بیہقی)

(معارف الحدیث)

مرسلہ: بندہ محمد صدیق عفا اللہ عنہ

ملفوظات حکیم الامت رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت مولانا حافظ ابرار الحق صاحب حقی تصحیح: مولانا محمد اسعد اللہ رامپوری قدس سرہما

کرنال کے ایک نواب زادہ کا خط آیا تھا اس میں جواب کے لیے صرف ٹکٹ رکھا تھا پتہ لکھا ہوا لفافہ نہ تھا اور حضرت اقدس کا معمول یہ ہے کہ ایسی صورت میں پتہ اپنے قلم مبارک سے تحریر نہیں فرماتے ہیں بلکہ خط کے اس حصے کو جہاں کاتب نے اپنا پتہ خود لکھا ہے اوپر کر کے ٹکٹ چسپاں فرما دیتے ہیں تاکہ پتہ میں کسی قسم کی غلطی کا بھی احتمال نہ رہے اور کاتب کو یہ تنبیہ بھی ہو جائے کہ بلاضرورت و بلا استحقاق اپنے کام کا بار دوسروں پر نہ ڈالنا چاہیے۔ چنانچہ نواب صاحب کے خط کے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا گیا اور اس پر یہ بھی تحریر فرمایا کہ اگر خود لفافہ لکھ دیا جاتا تو مجھ کو سہولت ہوتی۔ پھر فرمایا کہ ان کے لیے یہی جواب مناسب ہے اور اصلاح کے لیے یہی کافی ہے البتہ عام طور پر یہ لکھا کرتا ہوں کہ اگر لفافہ ہوتا تو مجھ کو تکلیف نہ ہوتی۔

اس واقعہ پر وصل صاحب نے عرض کیا کہ حضرت نے نواب صاحب کے لیے اپنا لفافہ غالباً اس وجہ سے خرچ نہیں کیا کہ ان کی اصلاح بھی ہو جائے کہ دوسرے کو خط لکھا جائے تو لفافہ پر پتہ خود لکھنا چاہیے اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ ہم آپ کی نوابی اور ریاست سے متاثر نہیں ہوتے ہیں کہ دب کر بے اصول کام کریں اس طریقہ سے علماء کا وقار قائم رہتا ہے۔ البتہ ان کی نوابی کی اس قدر رعایت ضرور فرمائی کہ نسخہ حسب مزاج نرم تجویز فرمایا گیا چنانچہ تکلیف کا اظہار بھی نہیں کیا البتہ دوسری شق میں راحت کا ہونا بتلا دیا۔ یہ سن کر فرمایا کہ جی ہاں یہی مصلحتیں ہیں جن کی طرف ہر ایک کا ذہن بھی نہیں جاتا اور میں ہر مقام پر کہاں تک اسرار و مصالح بیان کروں اور کچھ ضرورت بھی نہیں اور اعتراض سے بچنا یہ کوئی ضرورت نہیں۔

فرمایا ابن القیم اور ابن تیمیہ دونوں استاد شاگرد بہت سے مسائل میں متفرد ہیں یہی وجہ ہے کہ جماہیر علماء ان سے خوش نہیں لیکن باوجود اس کے خود علماء ان کے علم وفضل کی بہت عظمت کرتے ہیں۔

ایک عالم صاحب سے کسی نے ان کے متعلق دریافت کیا کہ یہ دونوں بزرگ کس پایہ کے تھے؟ انہوں نے ایک عجیب عنوان سے جواب دیا کہ علمهما اكثر من عقلهما یعنی ان دونوں بزرگوں کا علم وفضل ان کی عقل واجتہاد سے زیادہ ہے اس جواب سے ان کا صحیح درجہ بھی بتادیا کہ ان کی نقل تو معتبر ہے مگر ان کا اجتہاد جمہور کی مخالفت میں غیر معتبر ہے اور ان کے علم کے احترام کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ ورنہ اس مضمون کو دوسرے بھدے عنوان سے بھی بیان کیا جاسکتا تھا مثلاً عقلهما اقل من علمهما اس اختیار فرمودہ عنوان سے جہاں علم کی عظمت معلوم ہوئی وہاں عقل کی قلت کی جانب بھی لطیف اشارہ ہوگیا اور دوسرے عنوانات سے یہ بات حاصل نہ ہوتی۔

ایک صاحب نے سماع موتی کے متعلق دریافت کیا۔ فرمایا کہ اہل کشف تو عموماً سماع موتی کے قائل ہیں اور اس مسئلہ میں میں انہیں کا معتقد ہوں، کیونکہ مجھے ظن غالب ہے کہ موتی سنتے ہیں۔ دیکھیے حدیث میں صاف وارد ہے وانه ليسمع قرع نعالهم یعنی مردہ گورستان میں آنے والوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہے اور خبر واحد موجب ظن ہی ہوسکتی ہے۔

ایک گفتگو کے دوران میں فرمایا فقہاء جن کو لوف خشک کہا کرتے ہیں وہ کس قدر ادب کی بات فرماتے ہیں ہر شخص کی میت کے ساتھ وہ معاملہ کرنا چاہیے جو اس کے ساتھ اس کی حیات میں کرتے ہیں۔ مثلاً زندگی میں یہ شخص از راہ ادب ان سے جتنے فاصلے سے بیٹھا کرتا تھا اس کی قبر سے بھی اتنا ہی فاصلہ رکھنا چاہیے فقہاء حکمائے اسلام میں سے ہیں وہ خشک تھوڑا ہی تھے انہوں نے جہاں زیادہ روک تھام کی ہے عوام کی اصلاح کے لیے کی ہے۔

(اسعد الابرار)

مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم

مسائل قربانی

قربانی کی عظمت وفضیلت

قربانی ایک اہم اور بڑی بابرکت عبادت ہے اور شعائر اسلام میں سے ہے احادیث کے اندر اس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں دس سال تک قیام فرمایا اور آپ ﷺ ہر سال برابر قربانی کرتے رہے اور مسلمانوں کو بھی اس کی تاکید فرمائی۔

جو شخص واجب ہونے کے باوجود قربانی نہ کرے حدیث میں اس کیلئے سخت وعید فرمائی گئی ہے اسی لئے جمہور علماء کے نزدیک قربانی واجب ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قربانی کے بدن پر جتنے بال ہیں ہر بال کے بدلے ایک ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ اسی طرح ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ ذبح کرتے وقت جو قطرہ زمین پر گرتا ہے اس کے گرنے سے پہلے ہی اللہ کے پاس مقبول ہو جاتا ہے، تو خوب خوشی سے اور دل کھول کر قربانی کرو۔

قربانی کس پر واجب ہے؟

قربانی ہر اس شخص پر واجب ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہو یعنی جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت ہو یا اتنی قیمت کا مال تجارت ہو یا اس پر زکوٰۃ تو واجب نہیں لیکن ضروری اسباب سے زائد اتنی قیمت کا مال واسباب ہے جتنی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہے تو اس پر بھی قربانی اور صدقہ واجب ہو جاتے ہیں اور قربانی کے اس مذکورہ نصاب پر سال کا گذرنا ضروری نہیں بلکہ قربانی کے دنوں میں جس وقت بھی کسی مسلمان مرد وعورت، عاقل بالغ مقیم کے پاس قربانی کا نصاب ملک میں آجائے گا تو اس پر قربانی واجب ہو جائے گی۔

جتنے مال پر صدقہ فطر واجب ہوتا ہے اتنے مال ہونے پر بقرہ عید کے دنوں میں قربانی کرنا بھی واجب ہے اور اگر اتنا مال نہ ہو تو اس پر قربانی کرنا تو واجب نہیں لیکن اگر پھر بھی کر دے تو بہت ثواب ہے۔

قربانی کا وقت

بقرہ عید کی دسویں سے لے کر بارہویں تاریخ کے سورج غروب ہونے سے پہلے تک قربانی کا وقت ہے ان دنوں میں جس وقت چاہے قربانی کر دے مگر رات کو ذبح کرنا بہتر نہیں ہے، شہر میں اگر کسی نے بقرہ عید کی نماز سے پہلے قربانی کر دی تو اس کو دوبارہ کرنا ضروری ہے۔ ایسے دیہات میں جہاں شرعاً جمعہ اور عید پڑھنی درست نہ ہو اگر دسویں کی صبح صادق کے بعد بھی قربانی کر دی گئی تو صحیح اور درست ہے۔ جس شہر میں عید کی نماز کئی جگہ پڑھی جاتی ہو وہاں قربانی کے صحیح ہونے کیلئے صرف ایک جگہ نماز کا ادا ہو جانا کافی ہے۔

قربانی کے جانور

بکری، بکرا، بھیڑ، دنبہ، گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹنی، اونٹ، صرف انہی جانوروں کی قربانی جائز ہے۔ مرغی یا مرغا قربانی کی نیت سے ذبح کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

قربانی کے جانوروں کی عمریں

بکرا، بکری سال بھر سے کم اور گائے، بیل، بھینس، بھینسا دو سال سے کم اور اونٹ، اونٹنی پانچ سال سے کم عمر کا جائز نہیں۔ اور بھیڑ، دُنبہ چکتی دار ہو یا بے چکتی ہو اگر ایسا فربہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو چھ مہینے کا بھی جائز ہے، اور اگر ایسا فربہ نہ ہو تو پھر سال بھر سے کم کا جائز نہیں۔

قربانی کے عیب

جس جانور کے پیدائشی سینگ نہ ہوں یا بعد میں ٹوٹ گئے ہوں تو اس کی قربانی جائز ہے ہاں اگر بالکل جڑ سے ٹوٹ گئے ہوں تو اس کی قربانی جائز نہیں۔

جس جانور کے دونوں کان تھوڑے کٹے ہوئے ہوں یا کان میں کئی سوراخ ہوں جو جمع کرنے سے تہائی سے زیادہ ہو جاتے ہوں تو احتیاط یہ ہے کہ اس جانور کی قربانی نہ کرے، اسی طرح کان یا دم تہائی سے زیادہ کٹی ہوئی ہو تو قربانی ناجائز ہے۔

جو جانور اندھا ہو یا اس کی ایک آنکھ کی بینائی تہائی سے زیادہ جاتی رہی تو اس کی قربانی جائز نہیں، جس جانور کی ناک کٹی ہو اس کی قربانی جائز نہیں، جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں اس کی قربانی ناجائز ہے اور اگر اس قدر باقی ہیں کہ گھاس وغیرہ چر سکتا ہے تو جائز ہے، جس جانور کی زبان تہائی سے زیادہ کٹی ہوئی ہو اس کی قربانی جائز نہیں۔

جس جانور کے تھن بالکل کٹے ہوئے ہوں یا ایک تھن تہائی سے زیادہ کٹا ہوا ہو اس کی قربانی جائز نہیں یہ حکم بھیڑ اور بکری کا ہے، گائے، بھینس اونٹنی کے ایک تھن ختم ہو جانے کی وجہ سے قربانی درست ہے البتہ دو تھن ختم ہو گئے تو قربانی درست نہ ہو گی (عالمگیری)

قربانی کا گوشت اور کھال

قربانی کے گوشت کا خود کھانا اور رشتہ داروں، مالداروں اور فقیر محتاجوں میں تقسیم کرنا سب جائز ہے۔ بہتر یہ ہے کہ تہائی گوشت سے کم خیرات نہ کرے لیکن اگر کسی نے تہائی سے کم خیرات کیا تو بھی کوئی گناہ نہیں۔ قربانی کا گوشت بیچنا مکروہ ہے، اسی طرح قربانی کے سری پائے اور اس کی چربی کا بیچنا حلال نہیں، اگر کسی نے ان چیزوں کو بیچ دیا ہو تو ان کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔

قربانی کی کھال بعینہٖ ڈول مصلیٰ وغیرہ بنا کر خود استعمال کرنا بھی جائز ہے اور کسی امیر کو دے دینا بھی جائز ہے، اور قربانی کی کھال سے جائے نماز، مشک، چھلنی وغیرہ بنانا بھی درست ہے البتہ اگر اس کو پیسوں کے ساتھ فروخت کر دیا تو اب اس کی قیمت کو خود استعمال نہیں کر سکتا اور نہ ہی کسی امیر کو دے سکتا ہے بلکہ اس کو صدقہ کر دیا جائے اور اس صدقے کے مستحق لوگ وہی ہیں جو زکوٰۃ کے مستحق ہیں۔

قربانی کی قضا

اگرکسی شخص نے گذشتہ سالوں کی واجب قربانی ادانہ کی ہواس کو ہرسال کی قربانی کے عوض میں قربانی کی قیمت کا صدقہ میں دیناواجب ہے،ایام قربانی کے بعد قربانی نہیں کرسکتا۔

قربانی کے چند متفرق اوراہم مسائل

(1) قربانی کے دنوں میں جانور کے ذبح کرنے سے ہی قربانی اداہوتی ہے جانور کے زندہ صدقہ کرنے یااس کی قیمت خیرات کرنے سے قربانی ادانہیں ہوتی۔

(2) مسافرشرعی جو77 کلومیٹر کی مسافت کے ارادہ سے سفرشروع کرچکاہواس پرقربانی واجب نہیں ہے۔

(3) قربانی جس طرح مردوں پرواجب ہوتی ہے اگرکسی عورت کی ملکیت میں اتنامال ہوجس پرقربانی واجب ہوتی ہے توعورت پربھی قربانی واجب ہے۔

(4) خصی جانور کی قربانی درست بلکہ افضل ہے۔

(5) مستحب یہ ہے کہ قربانی کے جانور میں جائزعیبوں میں سے بھی کوئی عیب نہ ہو۔

(6) مستحب یہ ہے کہ قربانی کا جانوراپنے ہاتھ سے ذبح کرے اوراگرخودذبح نہ کرسکے تودوسرے کوحکم کرے اورخودذبح کے وقت حاضررہے اگروہاں کوئی غیرمحرم نہ ہوتوعورت کوبھی اپنی قربانی کے پاس کھڑاہونامستحب ہے۔

(7) مرتد،زندیق اورقادیانی کا ذبیحہ حرام ہے ان سے ذبح نہ کرائیں نہ قربانی کے موقع پراورنہ ہی کسی اوروقت۔

(8) اہل تشیع جن کے عقائدکفرکی حدتک پہنچے ہوئے ہوں ان کا ذبیحہ حرام ہے ایسے لوگوں کوقربانی میں شامل نہ کیاجائے ورنہ کسی کی قربانی بھی درست نہ ہوگی۔

(9) مدارس اسلامیہ کے طلبہ چرم قربانی اورفروخت کردینے کی صورت میں اس کی قیمت کیلئے بہترین مصرف ہیں کہ اس میں صدقہ کاثواب بھی ہے اورعلم دین کا احیاء بھی

مگر کسی خدمت اور معاوضہ میں اس کا دینا جائز نہیں۔

(10) چرم قربانی اور اس کی قیمت سے مساجد اور رفاہ عامہ، مسافر خانہ، ہسپتال، سڑک وغیرہ پر خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔

(11) جو جانور کسی کو حصہ میں پرورش کیلئے دیا گیا ہو تو یہ جانور اس پرورش کرنے والے کی ملک نہیں ہے اس لئے اس کو پرورش کرنے والے سے نہ خریدا جائے بلکہ اصلی مالک سے خریدا جائے۔

(12) ذبح کرنے والے کو ذبح کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا سنت مؤکدہ ہے اس کا ترک بغیر عذر کے مکروہ ہے۔

(13) قربانی کی نیت صرف دل سے کرنا کافی ہے زبان سے کہنا ضروری نہیں البتہ ذبح کے وقت بِسۡمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ کہنا ضروری ہے۔

(14) بہتر یہ ہے کہ جانور کو قبلہ رخ لٹا کر پہلے یہ دعا پڑھے:

اِنِّیۡ وَجَّهۡتُ وَجۡهِیَ لِلَّذِیۡ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ حَنِیۡفًا وَّمَااَنَامِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ، اِنَّ صَلٰوتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ لَاشَرِیۡکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرۡتُ وَاَنَامِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ اَللّٰهُمَّ مِنۡکَ وَلَکَ۔

پھر بِسۡمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ کہہ کر ذبح کرے اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلۡهُ مِنِّیۡ کَمَاتَقَبَّلۡتَ مِنۡ حَبِیۡبِکَ مُحَمَّدٍ وَّخَلِیۡلِکَ اِبۡرَاهِیۡمَ عَلَیۡهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔

(15) چرم قربانی کی قیمت کو مسجد کی مرمت پر لگانا یا مزدوری میں دینا جائز نہیں بلکہ خیرات کرنا ضروری ہے۔

(16) قربانی کی کھال فروخت کرنے کے بعد اس کی قیمت کا زکوٰۃ کے مستحق افراد کو دینا واجب ہے لہٰذا اپنی بیوی، ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، بیٹا، بیٹی وغیرہ جن کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ان کو یہ رقم دینا جائز نہیں ہے اسی طرح بیوی بھی اپنے خاوند کو چرم

قربانی کی قیمت نہیں دے سکتی۔

(17) جو مسلمان مرد وعورت اتنے مال کا مالک ہو جس پر قربانی واجب ہوتی ہے جب تک اتنا مال اس کی ملکیت میں رہے گا اس پر ہر سال قربانی واجب ہوگی صرف ایک سال قربانی کر دینا کافی نہیں ہے۔

(18) اگر کئی بھائی مشترک کاروبار کرتے ہوں اوران کا کھانا پینا اور اخراجات بھی مشترک ہوں تو جو کچھ مال اس مشترک کاروبار سے حاصل ہوا اس میں سے اگر ہر بھائی کے حصہ میں اتنا مال آتا ہو جس پر قربانی واجب ہوتی ہو تو ہر بھائی کے ذمہ جدا جدا قربانی واجب ہوگی اور اگر اتنے مال سے کم حصے میں آتا ہو تو کسی کے ذمہ بھی واجب نہیں ہے۔

(19) اگر والد کی موجودگی میں اس کے ساتھ شریک ہو کر کئی بیٹے کاروبار کرتے ہوں اور کھانا پینا سب کا ایک جگہ ہو تو کل مال والد کا ہوگا اور اسی کے ذمہ قربانی واجب ہوگی ہاں اگر کسی بیٹے کی ملکیت میں کسی اور ذریعہ سے بقدر نصاب ہو تو اس بیٹے یا اس بیٹے کی بیوی پر علیحدہ قربانی واجب ہوگی (فتاویٰ دار العلوم ص۲۳۰ ج ۲)

(20) قربانی کا جانور اگر شہر میں ہے تو پھر چاہے قربانی کرنے والا گاؤں میں ہو تو عید کی نماز سے پہلے ذبح کرنا درست نہیں۔ اور اگر قربانی کا جانور گاؤں میں ہو تو اس کا نماز عید سے پہلے صبح صادق کے بعد ذبح کرنا جائز ہے۔

(21) اگر کسی شخص کا حصہ اس کی اجازت کے بغیر مقرر کر لیا گیا ہو تو اگر ذبح کرنے سے پہلے اس کی اجازت حاصل کر لی گئی تب تو قربانی درست ہو جائے گی ورنہ دوسرے حصہ داروں کی قربانی بھی صحیح نہ ہوگی، ہاں اگر اس کی طرف سے قربانی کر کے ثواب پہنچانا چاہے تو اس کی اجازت کی ضرورت نہیں دوسرے کی طرف سے واجب قربانی ادا ہونے کیلئے اس کی اجازت شرط ہے۔

(22) اگر قربانی کے تین دنوں میں خرید کر جانور کو قربانی کیلئے متعین کر دیا گیا ہو

اب اس کے بدلے میں دوسرا جانور اتنی ہی قیمت سے خرید کر قربانی کرنا بھی مکروہ ہے اور اگر اسے کم قیمت پر خریدا ہو تو باقی رقم صدقہ کرے۔

(23) قربانی خریدتے وقت قربانی کی نیت کی مگر ذبح بغیر نیت کے کر دیا تو قربانی ہو جائیگی خریدتے وقت جو نیت تھی وہی کافی ہے۔

(24) اگر جانور کا فروخت کرنے والا اس کی عمر پوری بتلاتا ہے اور ظاہری حالات اس کے بیان کو جھٹلاتے نہیں تو اس کا اعتبار کر لینا جائز ہے۔

(25) حاملہ جانور کی قربانی درست ہے، البتہ جو جانور بچہ دینے کے قریب ہو اس کو ذبح کرنا مکروہ ہے۔

(26) قربانی کرنے والے نے ذبح کرنے والے کے ساتھ چھری ہاتھ میں پکڑی اب ذبح کے وقت ان دونوں میں سے اگر ایک نے بھی دانستہ بسم اللہ چھوڑ دی تو جانور حرام ہو جائے گا۔

(27) کسی نے میت کو ثواب پہنچانے کیلئے اپنے مال میں سے قربانی کی تو اس گوشت میں سے کھانا اور کھلانا تقسیم کرنا سب درست ہے، اگر میت کی وصیت پر اس کے ترکہ میں سے قربانی کی گئی ہو تو اس قربانی کے تمام گوشت وغیرہ کا خیرات کر دینا واجب ہے۔

(28) قربانی کی کھال اور گوشت وغیرہ سے قصاب کو اجرت دینا منع ہے۔

(29) ایسے دبلے کمزور جانور کی قربانی ناجائز ہے جس کی ہڈی میں گودا نہ رہا ہو اگر اتنا کمزور نہ ہو تو جائز ہے۔

(30) بعض لوگ چرم قربانی کی قیمت بیوہ عورتوں کو دے دیتے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ ان کے پاس سونا چاندی کا زیور یا نقدی تو بقدرِ نصاب نہیں ہے، اسی طرح یہ دستور ہے کہ اس کی قیمت کو بہنوں وغیرہ کا حق سمجھا جاتا ہے اور مالدار بہنوں بیٹیوں کو دے دیتے ہیں یہ درست نہیں البتہ بیوہ عورت یا بہن اگر غریب ہو تو اس کو دے سکتے ہیں۔

مرتبہ: عبدالناصر ترمذی

مکتوبات حضرت ترمذی قدس سرہ (آخری قسط۴)

بنام: مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم

ماہنامہ ''الحقانیہ'' میں حضرت فقیہ العصر یادگار سلف حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی نوراللہ مرقدہ کے مکتوبات کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ قارئین سے التماس ہے کہ جن حضرات کے پاس حضرت کے خطوط ہوں وہ ادارہ کو بھجوادیں تاکہ ان کو بھی افادہ عام کے لیے شائع کردیا جائے' شکریہ۔ (ادارہ)

مکتوب (۳۳)

برخوردار عبدالقدوس سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد دعا کے واضح ہو کہ آج شب بوقت ۴ بجے صبح قبل از طلوع فجر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے برخوردار عبدالبر سلمہ کا بھائی عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نومولود کی بعافیت زندگی دراز کرے اور عالم باعمل بنائے، آمین۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔ اس کا نام حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی صاحب مدظلہم سے تجویز کرالیں، ان شاء اللہ باعث برکت ہوگا۔

برخوردار عبدالغفور کا دوا کا کورس بحمداللہ پورا ہوگیا ہے، دوا چھوڑ دی ہے، صحت اچھی ہے۔ عبدالودود سلمہ جھنگ میں ہے کل ہی حافظ عبدالمالک صاحب مل کر آئے ہیں خیریت سے ہے، جھنگ کی مسجد تقویٰ والی جگہ کا انکار آ گیا ہے، عبدالصبور سلمہ نے گزشتہ جمعہ وہاں پڑھایا تھا، جس جگہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا کام مل جائے گا، کوشش جاری رکھنی چاہیے۔

امتحان کے نتیجہ کا علم تمہارے خط سے بھی ہوا، پہلے عبدالصبور سلمہ کی زبانی بھی ہوگیا تھا، پھر عزیز محمد تصور سلمہ کے خط سے بھی ان کے حالات اور نمبرات معلوم ہوکر بہت خوشی ہوئی، اللہ تعالیٰ ہر امتحان میں مزید کامیابی عطا فرمائیں، آمین۔ محمد تصور کے خط کا جواب امید ہے مل گیا ہوگا، اسی وجہ سے تمہارے نام مستقل خط نہیں لکھا۔ دوسرے عبدالصور سلمہ کا لاہور کے سفر کا ارادہ ہورہا تھا اس لیے بھی خط نہیں لکھا۔

بحمداللہ حالات سب بدستور اور درست ہیں، مولانا صالح محمد صاحب کے ماموں صاحب کا انتقال ہوگیا ہے، وہ اور حسین محمد دونوں گھر گئے ہوئے ہیں، جمعہ کو ان شاء اللہ واپس آجائیں گے، کتابی طلبہ بھی سب گئے ہوئے ہیں البتہ احمد جان سلمہ مقیم ہے اور بالکل تندرست ہے، اب اس کی دوا بالکل معمولی نہ ہونے کے برابر ہے پھر بھی طبیعت بالکل ٹھیک ہے۔

ماشاء اللہ تعالیٰ میں نے ''شرح وقایہ'' کا سبق حاجی احمد وغیرہ کو شروع کرادیا ہے دیکھئے کتنا ہوتا ہے، طبیعت تھک جاتی ہے۔

خیر المدارس ملتان سے ماہنامہ ''الخیر'' بھی جاری ہورہا ہے۔ جمادی الثانیہ ۱۴۰۳ھ سے پہلا شمارہ ان شاء اللہ نکلنا شروع ہوجائے گا، آج ہی محمد ازہر مدیر ''الخیر'' کا خط قلمی تعاون کے لیے آیا ہے، مجھ سے تو اب لکھا نہیں جاتا ابھی کچھ جواب نہیں دیا۔ باقی سب لوگوں کو درجہ بدرجہ سلام و دعا پہنچے، گھر والے سب کے سب بہت بہت دعا اور سلام کہتے ہیں۔

ترمذی شریف کے نمبر شاید اب آگئے ہوں گے؟۔ فقط والسلام

سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۱۸؍ربیع الاول ۱۴۰۳ھ بروز سہ شنبہ

مکتوب (۳۴)

برخوردار عبدالقدوس سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تمہارا خط عین حالت انتظار میں ابھی پہنچا، عبدالصبور بھی پاس ہی بیٹھا تھا۔ پڑھ کر خوشی ہوئی دل سے دعائیں نکلیں، اللہ تعالیٰ علم حدیث کی محبت اور اتباع سنت کی دولت سے سرفراز فرمائیں، آمین۔ ترمذی شریف کی کامیابی پر اور اعلیٰ نمبر کے حصول پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا، اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہر امتحان میں کامیاب و کامران فرمائیں اور ہم سب کے لیے مبارک بنائیں، آمین ثم آمین۔

مولانا صالح محمد صاحب نے خط پڑھ لیا ہے، گھر میں ہر طرح سے خیریت ہے، مولانا عبدالرزاق صاحب بنگلہ دیش کے لیے جو بھی اعانت حضرت مہتمم صاحب فرماسکتے

ہیں زیادہ سے زیادہ فرمائیں، یہ ان کی عنایت ہوگی۔ اگر سرٹیفیکیٹ مفید ہوسکتا ہے تو وہ حاصل کرلیا جاوے۔ میرا اسلام مسنون بھی حضرت مہتمم صاحب کی خدمت میں پہنچادیا جائے۔ مولانا عبدالرزاق صاحب کا خط دوبارہ ہمراہ عریضہ کے مرسل ہے، ان کا دوسرا کارڈ بھی کل ہی ملا ہے، وہ بھی ہمراہ ارسال ہے۔

حضرت مہتمم صاحب سے گاہے بگاہے استفادہ کرلیا کریں۔ اس گھنٹہ ''طحاوی شریف'' میں تو کوئی حدیث کا سبق ہوگا، اگر میری طرف سے یہ درخواست پہنچادی جائے کہ ''مؤطین'' کے چند اسباق مہتمم صاحب اس گھنٹہ میں پڑھادیں تو بہت ہی عنایت ہوگی۔ استفادہ کا سلسلہ بھی قائم رہے گا اور حضرت مہتمم صاحب کی طبیعت پر زیادہ گرانی بھی ان شاء اللہ نہ ہوگی۔ باقی جیسے وہ فرماویں وہ عین مصلحت ہوگا۔ سب اہل حجرہ کو سلام مسنون پہنچے۔ فقط

سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۸؍ربیع الثانی ۱۴۰۳ھ بروز اتوار

دستی پرچہ

برخوردار عبدالقدوس سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج تمہارا خط ملا تھا جواب بھی لکھ دیا تھا، اب چودھری عاشق علی لاہور جارہے تھے اس لیے مختصراً ان کو بھی یہ پرچہ لکھ دیا ہے۔ الحمدللہ سب خیریت ہے۔

مولانا عبدالرزاق صاحب بنگلہ دیش والوں کے لیے جو بھی امداد ہوسکتی ہے وہ مولانا عبیداللہ صاحب سے کرالیں، سرٹفکیٹ اگر مفید ہوسکتا ہے تو وہ بھی غنیمت ہے وہ حاصل کرلیں۔

نتیجہ امتحان میں اعلیٰ نمبروں کے حاصل کرنے پر سب کو خوشی ہے، مبارک ہو۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب امتحانوں میں کامیاب وکامران فرمائیں، آمین ثم آمین۔

سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۸؍ربیع الاول ۱۴۰۳ھ بروز اتوار بعد از عشاء

مکتوب (۳۵)

باسمہ تعالیٰ

برخوردار سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تمہارا خط منگل کو مل گیا تھا سب کو اطمیان ہوا۔ حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم کے خیال کے مطابق میرا خیال بھی یہی ہے کہ ''بحرالرائق'' کے جزئیہ میں :وان اقام بموضع آخر سے وہ موضع مراد ہے جس کی مسافت وطن اقامت سے سفر شرعی پر نہ ہو۔ ''امدادالاحکام'' ۴۰۸ ج ا: ''اسباب کا باقی نہ رہنا بطلان وطنیت باسفر کو مانع نہیں الخ''۔ سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے لیکن امدادالاحکام ۶۰۸ کی اس عبارت سے ''البتہ اگر وطن اقامت میں اس شخص کے اہل وعیال کا مستقل قیام ہو تو وہاں جا کر یہ شخص معاً مقیم ہو جائے گا گو نیت اقامت نہ ہو''۔

پر شبہ ہو گیا کہ مدارس عربیہ کے مدرسین حضرات اپنے اہل وعیال کو مستقل طور پر کرایہ کے مکانات میں ٹھہراتے ہیں اور خود کسی سفر شرعی پر چلے جاتے ہیں تو کیا وہ جائے ملازمت پر آتے ہی مقیم ہو جائیں گے؟ مفتی عبدالستار صاحب کا استدلال اس جزئیہ سے ہو سکتا ہے ان کا مقصد بھی یہی ہے کہ ملازمین جائے ملازمت آتے ہیں مقیم ہو جاتے ہیں جبکہ ان کے اہل وعیال وہاں مستقل طور پر مقیم ہوں۔ حضرت مفتی صاحب مدظلہم سے اس کو سمجھ لیا جائے اور شبہ کو رفع کرا لیا جائے۔ شاید اسی شبہ کا حل یہ ہو کہ مستقل طور پر وہاں اہل وعیال مقیم ہوں، مطلب یہ کہ ہمیشہ بیوی بچوں کو رکھنے کا ارادہ کر لیا ہو اور اپنے قیام ملازمت کے تابع اہل وعیال کے قیام کو نہ رکھا ہو تو اس شخص کا یہی وطن اصلی بن جائے گا جیسا کہ اس کے اہل وعیال کا ہے۔

باقی سب حالات بدستور ہیں، الحمدللہ سب خیریت سے ہیں۔ محمد تصور سلمہ کا جواب استفتاء نقل ہو گیا ہے، واپس ہے۔ فقط والسلام مع الدعاء

سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۱۹ر جمادی الاول ۱۴۰۳ھ

مکتوب (۳۶)

باسمہ تعالیٰ

برخوردار عبدالقدوس سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمدللہ کل احقر ۱۰ بجے کار کے ذریعہ لاہور سے چل کر ۲ بجے سے پہلے بخیریت ساہیوال پہنچ گیا۔ اصغر محمود سلمہ اپنی کار لے کر آئے تھے۔ یہاں پر ہر طرح سے خیریت ہے، گھر میں بھی مدرسہ میں بھی ہر طرح حالات اچھے ہیں اور سب تمہارے لیے دست بدعا ہیں۔

اپنی خیریت سے مطلع کرتے رہا کرو، ماسٹر منظور حسین صاحب کا خط مفتی صاحب سے لے کر واپس بھیج دیا جائے۔ اگر اس کے بارہ میں اپنی رائے ظاہر فرماویں تو بہتر ہے مختصراً تحریر فرمادیں۔ ڈاکٹر صاحب مدظلہم کو وہ رائے بھیجی جائے، نکاح کے استفتاء کا جواب لکھا جائے تو وہ مجھے بھیج دیا جائے، سب کی طرف سے سلام و دعا پہنچے۔ فقط والسلام مع الدعا

سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۲۸رج ۱/۳/ ۱۴۰۳ھ بروز پیر

مکتوب (۳۷)

باسمہ تعالیٰ

برخوردار عبدالقدوس سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تمہارا جمعرات کا تحریر کردہ خط مع ماسٹر منظور حسین کے خط اتوار کو مل گیا تھا۔ کل پیر کو ہرنولی چلا گیا تھا، آج رات کو مختصر وعظ ہوا۔ ۱۰ بجے صبح بعافیت واپس مدرسہ میں پہنچ گیا ہوں، کل ظہر کے بعد عبدالودود سلمہ بھی گھر آ گیا ہے ابھی تک مجھے نہیں ملا میں مدرسہ میں ہی ہوں، باقی سب حالات بدستور ہیں اور الحمدللہ خیریت ہے۔

سب کی طرف سے درجہ بدرجہ سلام مسنون مع دعا کے پہنچے۔ واپسی پر شاہ پور صدر مولانا عبدالکریم صاحب سے مختصر ملاقات کے لیے اتر گیا تھا، اب آرام ہے بازو پر فالج کا

کافی اثر موجود ہے، دوا ہو رہی ہے دعا کی ضرورت ہے۔ قاری شیر محمد صاحب ہرنولی مل گئے تھے، ان سے بھی خیریت معلوم ہو کر اطمینان ہوا۔ فقط والسلام

سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۶ رج ۲ر ۱۴۰۳ھ بروز منگل

مکتوب (۳۸)

باسمہ تعالیٰ

برخوردار عبدالقدوس سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تمہارا خط منگل کا لکھا ہوا کل بدھ کو مل گیا۔ حالات کا انتظار تھا معلوم ہو کر اطمینان ہوا۔ اللہ تعالیٰ تمام مراحل میں اعلیٰ درجہ کی کامیابی نصیب فرمائے آمین۔

جامعہ اشرفیہ اور وفاق المدارس عربیہ کے امتحان میں تقدیم وتاخیر کا مسئلہ طے ہو گیا، اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائیں اور ہر منزل کو آسان فرمائیں، آمین۔

''فضل الباری'' کے ملنے سے خوشی ہوئی، خدا کرے بقیہ جلدیں بھی مکمل ہو کر مفید خاص وعام ہو جائیں، آمین۔

حضرت مولانا محمد مالک صاحب دامت برکاتہم کو اللہ تعالیٰ صحت وعافیت کے ساتھ ''بخاری شریف'' کے ختم کرانے کی ہمت عطا فرمائیں، دل سے دعا کرتا ہوں، سلام مسنون بھی عرض کر دیا جائے۔ برادرم مولانا عبیداللہ مہتمم صاحب کے لیے بھی دعا گو ہوں، ان کو بھی سلام مسنون عرض ہے۔ مولانا ممتاز احمد تھانوی صاحب نے استفتاء کا جواب مرتب کر لیا ہوگا شاید کسی اور جگہ سے بھی جواب آ گیا ہو، سب کو وہاں ہی اپنے پاس جمع کر لیں یہاں بھیجنے کی ضرورت نہیں خلاصہ سے اطلاع دیدی جائے۔

مولانا مشرف علی تھانوی صاحب سے پیڈ لکھوا کر طبع کرانے کا خیال ہے اگر آسانی سے ہو سکے تو ان سے کہہ دیا جائے۔ اس پر سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ ساہیوال ضلع

سرگودھا عبارت کافی ہے۔ سائز لفافہ کے مطابق ہو وہ خود اس کو بہتر سمجھتے ہیں۔ بحمداللہ یہاں پر ہر طرح سے خیریت ہے اور سب خورد و کلاں تمہاری خیریت کے لیے دست بدعا ہیں۔ مدرسہ میں بھی خیریت ہے، کل حسین محمد دارالعلوم کبیر والا کے سالانہ جلسہ میں گئے تھے، ان کو مولانا صالح محمد صاحب نے امتحانی پرچوں کے لیے یاددہانی کی خاطر پرچہ لکھ دیا ہے۔ شاید وہاں عبدالواحد ملتان سے آیا ہوگا، پہلے بھی مولوی صاحب نے خط لکھا ہوا تھا۔

ہرنولی کا سفر ہو گیا تھا اس کے بعد چک ۱۳۱ جنوبی، چک ۱۲۷ جنوبی، چک ۱۲۸ تینوں چکوں میں جانا ہوا، دوراتیں لگ گئیں۔ رات کو ۱۳۱ میں تقریر صبح کو درس، ظہر کے بعد ۱۲۷ میں تقریرات کو ۱۲۸ میں تقریر صبح کو فجر کے بعد روانگی ہوئی، اسی دن منگل کو بعد عصر درس مجلس صیانۃ المسلمین ہوا۔ جنت کی روحانی نعمتوں کا بیان ہوا، اللہ تعالیٰ مقبول و منظور فرمائیں۔

طبیعت بالکل ٹھیک ہے مگر تھکان کافی ہے کل جمعہ کا فکر ہے اور جہلم کے جلسہ ۶، ۷، ۸ کا فکر ہے۔ ان کا تقاضا ہے طبیعت آمادہ نہیں ہو رہی ہے مگر تعلقات اور تقاضا کے پیش نظر جواب دینے کو دل نہیں چاہتا، جیسے اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا ہو جائے گا۔ سب خورد و کلاں کو سلام و دعا پہنچے، اگر گھی کی ضرورت ہو تو لکھ دیں۔ والسلام مع الدعا

سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۱۵/ جمادی الثانی ۱۴۰۳ھ

مکتوب (۳۹)

باسمہ تعالیٰ

برخوردار عبدالقدوس سلمہ اللہ و علم اللہ علما نافعا　　　السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تمہارا رقعہ آج بعد العصر ماسٹر منظور صاحب کے ذریعہ ملا، میرا جہلم کا سفر ملتوی ہو گیا تھا، موقع پر طبیعت حاضر نہیں ہوئی سفر کا تحمل نہیں ہوا۔ ماسٹر صاحب گئے تھے وہ آج ہی واپس آئے ہیں، الحمدللہ یہاں پر ہر طرح سے خیریت ہے اور خیریت و عافیت کی تمہارے

لیے دعائیں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ صحت و عافیت کے ساتھ رکھیں، آمین۔

''اعلاء السنن'' کی زیارت کسی وقت لاہور جا کر ہی ہوگی اور کوئی صورت خریدنے کی بھی زیر غور ہے، اگلے سال ان شاء اللہ خرید لی جائے گی۔

مفتی عبدالستار صاحب کا جواب درست معلوم ہوتا ہے، مولانا ممتاز احمد صاحب اپنا جواب تیار کر کے حضرت مفتی صاحب مدظلہم کو دکھلالیں۔ اب ایک استفتاء ایک عالم کی طرف سے آیا ہوا ہے کہ بنک میں رقم داخل کرنے والے کو جب یہ اختیار ہے کہ ایسے کھاتے میں جمع کرائے جس سے زکاۃ وضع کی جاتی ہے اور یہ بات اس کے علم میں ہے کہ یکم رمضان المبارک کو زکاۃ وضع کر لی جائے گی تو پھر اس کا رقم جمع کرنا توکیل باداء الزکاۃ قرار پانا چاہئے اور اہل بنک رقم جمع کرانے والوں کے وکیل متصور ہوں گے کہ زکاۃ کے ادا ہو جانے کا حکم دینا چاہئے۔

اسی طرح اس قانون کے معلوم ہو جانے کے بعد اپنی رقم کو نہ نکالنا اور بنک کے دوسرے کھاتے میں جمع نہ کرانا جبکہ یہ اختیار حاصل ہے توکیل ہوگا۔ یہ استفتاء کاغذ پر لکھ کر حضرت مفتی صاحب مدظلہم کی خدمت میں پیش کر کے جواب حاصل کرلیں۔

یکصد روپے برائے خرچ بدست محمد شفیع حامل رقعہ ھٰذا ارسال ہیں، گھی بھیجا تھا ملا ہوگا؟

جمعرات کو ڈاکٹر عبدالرحمٰن خالد سلمہ بھی واپس لندن جا رہے ہیں، آج ان کا فون آیا تھا جمعرات کو پرسوں ملنے کے لیے بھی آئے تھے مطیع الرحمٰن بھی ہمراہ تھے۔

باقی بحمداللہ حالات بدستور ہیں، سب کی طرف سے خصوصاً تمہاری والدہ کی طرف سے بہت بہت دعا و سلام پہنچے، کل جمعہ کو مولانا عبدالکریم صاحب شاہ پور صدر وفات پا گئے ہیں میں نے ہی جمعہ اور نماز جنازہ پڑھایا، وہاں سے آدمی بلانے کے لیے آیا تھا، اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائیں، آمین۔ والسلام

سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۲۵ر ج ۲ر۱۴۰۳ھ شب یک شنبہ بعد المغرب

مکتوب (۴۰)

باسمہ تعالیٰ

برخوردار عبدالقدوس سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پہلے خیال تھا کہ شاید عزیز تصور براہ راست چلا گیا، اس لیے ڈاک میں ڈلوایا بعد ظہر آں عزیز آ گیا اس لیے اطلاع کے لیے یہ رقعہ لکھ دیا۔ بحمد اللہ سب خیریت ہے۔ آج ہی عبدالودود سلمہ کا خط بھی آیا ہے، آنکھوں میں سرخی لکھی ہے۔ باقی خیریت ہے، دوا بھی وہ ڈال رہا ہے، اللہ تعالیٰ شفاء عطا فرمائیں، آمین۔ بارشوں کا تسلسل ہے، اللہ تعالیٰ امن وعافیت عطا فرمائیں، آمین ثم آمین۔

وفاق کے سالانہ امتحان کے پرچے بذریعہ رجسٹری بھیجے تھے، امید ہے کہ ملے ہوں گے؟ والسلام مع الدعا سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۳ ر رجب ۱۴۰۳ھ شب ہفتہ اتوار

مکتوب (۴۱)

باسمہ تعالیٰ

برخوردار عبدالقدوس سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ یہاں پر ہر طرح خیریت ہے، اور خیریت تمہاری مطلوب ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مقاصد حسنہ میں کامیابی عطا فرمائیں، آمین۔ عزیز محمد تصور کے ذریعہ اشتہار وغیرہ پہنچے اور حالات معلوم ہوئے، وہ بدھ کی شب کو آیا تھا واپس ابھی تک نہیں آیا، شاید موقع نہیں ملا۔

حضرت مفتی صاحب مدظلہم کے جواب استفتاء پر کچھ لکھا ہے وہ حضرت کو پیش کر دیا جائے۔ اب اس کا جواب حاصل کر کے اپنے پاس ہی محفوظ رکھیں، ان شاء اللہ تعالیٰ حاضری کے وقت منتفع ہوا جائے گا۔ زیادہ تر خیال اجتماع پر حاضری کا بھی ہو رہا ہے، مگر بارشوں کی کثرت اور طبیعت کی کمزوری شاید حاضری سے مانع ہو جائے، سب حضرات سے سلام مسنون اور دعاء خیر کی استدعا ہے۔ والسلام ۲ ر رجب المرجب ۱۴۰۳ھ ہفتہ

مکتوب (۴۲)

باسمہ تعالیٰ

برخوردار عبدالقدوس سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل شب بحمداللہ بخیریت ایک بجے ہی پہنچ گئے تھے، اور سوا بجے گھر پہنچ گئے تھے گھر میں سب کو بخیریت پایا، والحمدللہ علیٰ ذٰلك۔

کل خط لکھنے کا خیال تھا، پھر خیال آیا کہ حضرت مفتی صاحب مدظلہم کی تحریر کے بارہ میں ایک دفعہ پھر ان کو تکلیف دی جائے، وہ اس پر غور کے بعد جو فرمائیں اس کو آخری فیصلہ تصور کیا جائے۔ اس لیے کل خط نہیں لکھا۔ آج وہ تحریر اور یہ خط بھیج رہا ہوں، باقی دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مقاصد حسنہ میں کامیابی عطا فرمائے اور صحت وعافیت کے ساتھ تمام مراحل طے فرمائیں، آمین ثم آمین۔

اپنی صحت کا زیادہ خیال رکھیں اور ہمت کے موافق دماغ سے کام لیں، ان شاء اللہ برکت ہوگی، آمین۔ تمام گھر والے دعائے صحت کرتے اور کامیابی کے لیے دعا گو ہیں، فکر بالکل نہ کریں۔ مولانا صالح محمد صاحب لاہور سے گھر چلے گئے تھے۔ درجہ طلبہ عربی کی رخصت ہے، باقی سب حالات درست اور معمول کے موافق ہیں۔ فقط والسلام مع الدعاء

سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۱۲/رجب المرجب ۱۴۰۳ھ بروز سہ شنبہ

مکتوب (۴۳)

باسمہ تعالیٰ

برخوردار عبدالقدوس سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تمہارا مسرت نامہ کل پہنچا مفصل حالات سے اطلاع ہوئی۔ کتب حدیث کا اختتام اور تمام اساتذہ وطلبا کی پرانوار مجلس کے تصور سے بہت حظ حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ

کرے تمام طلبا کو یہ سعادت مبارک ہو اور حدیث پاک اور بابرکت شخصیتوں کی برکات وانوار سے حصہ وافر اور حظ کامل نصیب فرمائے اور ہمیشہ حدیث شریف کا خادم ومحافظ بننے کے مواقع مہیا فرمائیں، آمین وماذٰلک علی اللہ بعزیز۔

تمام اہل خانہ اور اہل مدرسہ کو اختتام کتب کی بہت خوشی ہوئی، اور سب دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس خدمت ومحنت کو قبول ومثمر فرمائیں، آمین ثم آمین۔

کل امید ہے کہ طحاوی شریف کا پرچہ ہوگیا ہوگا۔ اور ان شاء اللہ بہت اچھا ہوا ہوگا۔ آج بھی اور آئندہ بھی ان شاء اللہ تعالیٰ تمام پرچے بہت اچھے ہوں گے، خدا تعالیٰ کی مہربانی سے یہی امید ہے اور اس کے لیے ہم سب دست بدعا ہیں۔ اللہ تعالیٰ بعافیت تمام ہر امتحان میں پوری طرح کامیابی عطا فرمائیں۔ اختتام بخاری شریف کی سعادت بھی ان شاء اللہ تعالیٰ حاصل ہوجائے گی۔ اللہ تعالیٰ مولانا محمد مالک صاحب زادمجدہم کو صحت کاملہ نصیب فرمائے۔ ان شاء اللہ اختتام کے موقع پر عبدالصبور یا عبدالغفور سلمہ آجائیں گے، تاکہ واپسی میں سامان لانے میں دقت نہ ہو۔

حضرت مفتی صاحب مدظلہم کی طبیعت اب زیادہ بار کی متحمل نہیں رہی اس لے جب بھی موقع ملے جواب لکھ دیں گے تاکید کی ضرورت نہیں ہے، اگر اس پر کچھ لکھ دیا ہو تو ٹھیک ہے ورنہ اس کی بجائے ایک دوسرے استفتاء اور جواب استفتاء پر جو احقر نے لکھا ہے اس کے متعلق حضرت کی رائے معلوم کرلی جائے کہ اس کا اصل مسئلہ سے تعلق براہ راست ہے اور تفصیلی اس کی نقل میں بھیج دوں گا۔

مدرسہ حقانیہ کا جلسہ ۱۳/۱۲ شعبان بروز جمعرات، جمعہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہوگا۔ جمعرات کو مولانا نذیر احمد صاحب فیصل آباد، اور جمعہ کو قاضی اللہ یار صاحب ملتان اور حضرت قاضی مظہر حسین صاحب چکوال سے تشریف لارہے ہیں، ان کا وعدہ آچکا ہے، اللہ کرے کوئی مانع پیش نہ آئے۔ مولوی محمد حنیف سلمہ خیر المدارس اور مولانا عبدالمجید صاحب

انور کا ابھی جواب نہیں آیا۔ اگر جمعرات کو مولانا مشرف علی سلمہ بھی آجائیں تو ان سے درخواست کریں کیونکہ شاید وہ جمعہ کا خیال کریں گے تو صبح کو جمعہ تک واپسی ہوسکتی ہے۔

باقی بحمداللہ خیر وعافیت ہے، عبدالودودسلمہ بھی خیریت سے جمعرات کو آیا تھا ابھی جھنگ واپس گیا ہے۔ وہاں کا امتحان ۳رشعبان کو ہے ان شاء اللہ۔ سب کی طرف سے سلام ودعا پہنچے۔ والسلام

سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۲۴رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

مکتوب (۴۴)

باسمہ تعالیٰ

برخوردار عبدالقدوس سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمدللہ یہاں پر خیریت ہے۔ گھی ایک سیر اور یکصد روپے ہمراہ بدست محمد شفیع صاحب بھیج رہا ہوں۔ امید ہے کہ مدرسہ کا امتحان ہوچکا ہوگا، اب وفاق کا بھی کل سے شروع ہوگیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کامیاب فرمائیں، آمین۔ سب کی طرف سے دعا سلام پہنچے۔

فقط والسلام

سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۲۹رجب ۱۴۰۳ھ بعد العصر

مکتوب (۴۵)

باسمہ تعالیٰ

برخوردار عبدالقدوس سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ابھی تمہارا دستی پرچہ ملا حالات وخیریت معلوم ہوکر اطمینان ہوا۔ جمعرات کو سمن آباد فون کیا تھا خیریت معلوم ہوگئی، مطیع الرحمٰن جامعہ ملنے گیا تھا۔ پھر جمعہ کو حضرت مفتی صاحب مدظلہم کے یہاں فون کیا عبدالصبور سلمہ نے خلیل سلمہ سے بات کی تھی، اسی سے معلوم ہوا کہ امتحان ختم ہوگیا اور بخاری شریف کا ختم ۱۲ شعبان کو ہوگا۔

ہفتہ کو تمہارے فون سے مزید تسلی ہوگئی۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت عظمیٰ عطا فرمائی کہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام حدیث پاک سے حصہ عطا فرمایا اور اس کی محبت قلب میں جاگزیں فرمائی، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حدیث پاک کے خادموں میں شمار رکھے اور قیامت میں ان کے ساتھ حشر فرمائیں، آمین۔

اس دولت عظمیٰ پر خدا تعالیٰ کا جس قدر شکر ادا کیا جائے کم ہے، ان شاء اللہ شکر ادا کرنا موجب از دیاد نعمت ہوگا: لئن شکرتم لازیدنکم۔

الحمدللہ یہاں پر ہر طرح سے خیریت ہے، اور حالات معمول کے موافق ہیں، سب گھر والے خوشی اور مسرت کے ساتھ تمہاری آمد کا انتظار کررہے ہیں، اور بہت بہت مبارک باد اور دعائیں کررہے ہیں، اللہ تعالیٰ سب کی مسرتوں کو کامیاب اور مبارک بنائے، آمین ثم آمین۔

جلسہ مدرسہ جمعرات کی شام کو عصر کے بعد درس سے شروع ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ، مولانا نذیر احمد صاحب اور مولوی محمد حنیف صاحب ملتان سے امید ہے کہ جمعرات ہی کو پہنچ جائیں گے، مولانا عبدالمجید صاحب اور قاضی اللہ یار صاحب جمعہ کو آئیں گے ان شاء اللہ، جمعرات کو درجہ قرآن کا امتحان وفاق کی طرف سے جامع مسجد بلاک ۱۰ سے قاری محمد اسحاق صاحب وقاری عبدالبدیع صاحب آئیں گے اور درجہ کتب کے لیے مولانا سید صادق حسین شاہ صاحب آئیں گے۔

۳ر شعبان منگل کو جھنگ امتحان لینے میں گیا تھا، عبدالودود بھی خیریت سے ہے۔
''دعوت وتبلیغ کی شرعی حیثیت''، ''اسلامی حکومت کا مالیاتی نظام'' کے دس دس نسخے لیتے آئیں، مولانا مشرف علی سلمہ کی تکلیف سے بہت فکر ہوا، اللہ تعالیٰ جلد صحت کاملہ عطا فرمائیں، آمین۔
تمام اساتذہ کرام اور حضرت مفتی صاحب مدظلہم کی خدمت میں سلام مسنون عرض کردیا جائے، اور کمرہ کے ساتھیوں کو بھی سلام ودعا کہہ دیں۔ والسلام سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۱۰ر شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ بروز منگل

مولوی عبدالصمد ساجد

تعارف کتب

نام کتاب: ماہنامہ الحق ڈاکٹر شیر علی شاہ نمبر مرتب: محمد اسرار ابن مدنی
ناشر: مؤتمر المصنفین جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک صفحات ۶۴۰

ماہنامہ الحق (اکوڑہ خٹک) ملک پاکستان کا عظیم علمی تحقیقی اور ادبی مؤقر مجلّہ ہے، جو ایک طویل عرصہ سے شائقین مطالعہ اور شناوران علم وادب میں قبولیت خاصہ رکھتا ہے۔

ارباب ''الحق'' اب تک متعدد شخصیات پر خصوصی نمبر شائع کر کے اہل ذوق سے داد تحسین وتبریک وصول کر چکے ہیں۔

زیر نظر ''الحق'' کا خصوصی شمارہ جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک کے شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ المدنی نور اللہ مرقدہ کی ناقابل فراموش خدمات اور قابل قدر حیات کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے ہے۔جس میں آپ رحمہ اللہ کے ازولادت تاوفات احوالِ حیات، مفسرانہ ومحدثانہ خدمات، علمی فضل وکمال، ملی واساسی خدمات، مجاہدانہ کاہائے نمایاں اور درسی افادات وملفوظات، مقتدر علماء، زعماء، تلامذہ اور متعلقین ومتوسلین کے گوہر بار قلم سے بڑے احسن انداز میں آ گئے ہیں۔نیز نامور سیاسی، قومی، دینی اور جہادی رہنماؤں کے تعزیتی مکاتیب بھی شامل ہیں۔

یہ تاریخی دستاویز اس لائق ہے کہ اسلامی کتب خانوں کی زینت بنے۔امید ہے عوام وخواص اس کی قدر فرمائیں گے۔حق تعالیٰ ماہنامہ ''الحق'' کے ذمہ داران کو جزائے خیر عطا فرمائیں اور ان کی یہ مثالی کاوش عنداللہ قبول اور عندالناس مقبول ہو، آمین۔

نام کتاب: سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا   تالیف: مولانا محمد ریاض انور گجراتی

صفحات: ۸۳۶   قیمت: ۳۵۰

ملنے کا پتہ: مکتبہ امام اہل السنۃ مرکزی جامع مسجد شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ

صحابہ کرام اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم اجمعین سے بلاافراط وتفریط عشق ومحبت اور مودت والفت اہل سنت والجماعت کا طرہ امتیاز ہے، حضرات اہل بیت رضی اللہ عنہم سے عقیدت اور عشق جزو ایمان اور باعث نجات اخروی ہے۔

زیرنظر کتاب اسی محبت اہل بیت کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے، جس میں حضور امام الکونین، خاتم النبین والمعصومین کی سب سے چھوٹی مگر افضل البنات، لاڈلی اور چہیتی صاحبزادی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے فضائل ومناقب اور روح پرور ایمان افروز حالاتِ زندگی بڑی تفصیل سے آ گئے ہیں۔

بایں ہمہ سیدہ رضی اللہ عنہا کا اولاد اطہار رضی اللہ عنہم کے بھی تفصیلی حالات کا تذکرہ ہے۔ کتاب کے آخر تقریباً ڈیڑھ صد صفحات پر منظوم کلام میں سیدہ رضی اللہ عنہا کو خراج عقیدت پیش کیا گیا ہے یقیناً یہ حصہ بھی باذوق افراد کے لیے خاصے کی چیز ہے۔ محبت کا اصل تقاضا عمل ہے خدا کرے یہ کتاب اس کا ذریعہ بنے، آمین

روایات کی صحت وضعف کے لحاظ سے اہل علم کے لیے کلام کی گنجائش ہے، لیکن مجموعی حیثیت سے مؤلف موصوف نے جس خوبصورت انداز میں یہ حسین گلدستہ سجایا ہے لائق قدر ہے اور اہل عقیدت کے لیے سرمۂ بصیرت ہے، فجزاہ اللہ احسن الجزاء، آمین۔

مولانا سجاد حسین زید مجدہ

اخبار الجامعہ

۲۲رشوال المکرّم : ہرسال کی طرح امسال بھی شہراور مضافات سے حج پرتشریف لے جانے والے احباب کے لیے جامعہ میں حج تربیتی نشست کا اہتمام کیا گیا، جس میں مولانا مفتی محمد حبیب اللہ صاحب مدظلہم نے دوروز تک حجاج کرام کو حج کی عملی تربیت دی اور مسائل سے آگاہ کیا۔ دوسرے روز حضرت صدر جامعہ مدظلہم کے بیان اور دعا پر اس کا اختتام ہوا۔

۳رذوالقعدۃ: حضرت صدر جامعہ مدظلہم کی چچی محترمہ اور مولانا سید عبدالعلیم ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کی اہلیہ جو کافی عرصہ سے علیل تھیں رضائے الٰہی سے انتقال فرما گئیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ظہر کے بعد جامعہ حقانیہ میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور حقانیہ قبرستان فروکہ روڈ پر تدفین ہوئی۔ مرحومہ نیک، صالحہ، متقی اور دیندار خاتون تھیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو جنت کا باغ بنائیں اور پسماندگان کو صبر واجر سے نوازیں۔

۱۰رحضرت صدر جامعہ مدظلہم نے ۱۴راگست کی مناسبت سے جامعہ میں پرچم کشائی کی اس کے بعد تفصیلی بیان ہوا۔ بعدظہر جامعہ نعمانیہ بھاگٹانوالہ میں اسی عنوان پر منعقدہ اجتماع میں علماء وطلباء سے خطاب کیا اور پاکستان کی افادیت اور نظریہ پاکستان کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ نیز عشاء کی نماز کے بعد مدرسہ احیاء السنۃ فروکہ میں استحکام پاکستان کانفرنس سے اسی موضوع پر تفصیلی خطاب فرمایا۔

۱۲رتبلیغی جماعت میں کینیا سے تشریف لائے ہوئے چند معزز مہمان مقامی علماء کے ساتھ جامعہ میں تشریف لائے اور حضرت مدظلہم سے ملاقات کی۔

۱۴رحضرت مولانا قاری احمد میاں تھانوی مدظلہم مختصر وقت کے لیے جامعہ میں تشریف لائے اور صدر جامعہ مدظلہم سے ملاقات کے بعد واپس ہوئے۔